ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

جمادی الاولیٰ : سنہ ۱۴۱۲ھ
دسمبر : سنہ ۱۹۹۱ء

صحابۂ کرامؓ سے بغض رکھنے والوں کا حشر!

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کل قیامت کے دن تمام انسانوں کو میدانِ حشر میں جمع کیا جائے گا، پھر اُن میں سے چُن چُن کر اُن لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا جو میرے صحابہؓ پر بہتان تراشتے ہیں، اور اپنے دلوں میں اُن کے خلاف بغض رکھتے ہیں، پھر اُن سب کو جہنم کی طرف دھکیل دیا جائے گا۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَار۔ (کنزالعمال)

آزادیٔ کشمیر

عزیزو! خدا جانے آپ کس کشمیر کو لینے کے ارادے کر رہے ہیں یا کس کشمیر کے متعلق سوچتے ہیں۔؟ ورنہ وہ کشمیر جو ذہن میں جنت کا نشان ہے جس کے متعلق میری رائے ہے کہ پروردگار عالم نے آسمانوں پر اپنی موجودگی میں تیار کرا کے اسے زمین پر اتارا اور وہ جنت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس جنتِ ارضی میں اب نہیں بلکہ ۱۹۳۱ء سے مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ اس زمانے میں ہم احرار نے اسی کشمیر کے متعلق مسلمانوں سے بات کہی تھی لیکن اس وقت کے رئیس مسلمانوں نے جن کا دخل فرنگی ایوانوں میں تھا ہماری بات نہ سنی۔ احرار کی تحریک پر آزادیٔ کشمیر کے لئے چالیس ہزار مسلمان قید ہوئے اور بائیس نوجوانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ تب ہماری بات مان لی ہوتی تو آج کشمیر کا نقشہ یوں نہ ہوتا۔

اب آپ بھی سن لیں اور چودھری[۱] صاحب بھی! کشمیر تو آپ اپنے ہاتھ سے دے چکے اگر فائر بندی کی بات نہ ہوتی تو ممکن ہے کوئی بات بن جاتی میری بات لکھ رکھو کہ فرنگی اور ہندو اب کسی صورت میں بھی آپ کو کشمیر نہیں دینا چاہتے۔ ہاں البتہ اگر کبھی فرنگی کو ضرورت ہو کہ وہ اس مستقل فساد کو ختم کرنا چاہے تو ممکن ہے اس کا کچھ حصہ آپ کے پاس آجائے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
دفاعِ پاکستان احرار کانفرنس
۱۴ جنوری ۱۹۴۹ء دہلی دروازہ لاہور

۱۔ کشمیری رہنما چودھری غلام عباس مرحوم جو کانفرنس میں شریک تھے

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۱۲ھ
دسمبر سنہ ۱۹۹۱ء
جلد ۲ شمارہ ۱۲

رئیس التحریر: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

مدیر: سید محمد کفیل بخاری

سرپرست اکابر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ

مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ

مولانا محمد عبداللہ مدظلہ

مولانا عنایت اللہ چشتی۔ مدظلہ

مولانا محمد عبدالحق۔ مدظلہ

رُفقاءِ فکر

- سید عطاء المؤمن بخاری
- سید عطاء المھیمن بخاری
- سید عبدالکبیر بخاری
- سید محمد ذوالکفل بخاری
- سید محمد ارشد بخاری
- سید خالد مسعود گیلانی
- عبداللطیف خالد ○ اختر جنجوعہ،
- عمر فاروق عمر ○ خادم حسین

قمر الحسنین

زرِ معاونت اندرونِ ملک

فی پرچہ: = /۶ روپے
سالانہ: = /۶۰ روپے

بیرونِ ملک: سعودی عرب، عرب امارات مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت، بنگلہ دیش، انڈیا، امریکہ، برطانیہ، تھائی لینڈ، ہانگ کانگ، برما، نائیجیریا، جنوبی افریقہ، شمالی افریقہ /۳۰۰ روپے سالانہ پاکستانی

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ (شعبۂ تبلیغ) عالمی مجلس احرارِ اسلام

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان (پاکستان) فون: ۲۸۱۳۷

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، پرنٹر: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز پرانی غلہ منڈی ملتان، مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

آئینہ

دل کی بات	رئیس التحریر	۳
نقطۂ نظر	قمر الحسنین	۷
منصب صحابہ	مولانا محمد عبد الحق چوہان	۱۰
گردش جام	ابو سفیان تائب	۱۴
زبان میری ہے بات انکی	خادم حسین	۱۵
جہاد کانفرنس ملتان	نمائندہ خصوصی	۱۷
سیرت کانفرنس تلہ گنگ	فہیم اصغر	۱۹
عہد نبوی کی خصوصیات اور اجتہادات	ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی	۲۰
خدا کا شکر ہے اونچا سنائی دیتا ہے (نظم)	محمد اکرم تائب	۲۲
وفیات و دعاء صحت	ادارہ	۲۳
قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی	عدالت عالیہ کا فیصلہ	۲۵
ہوگیا کوئی مسلماں کوئی مرزائی بنا	مولانا ظفر علی خاں	۳۸

دل کی بات

نفاذ اسلام

موجودہ حکومت کے اعیان وارکان اقتدار پر قابض ہونے سے پہلے اور آج جبکہ انہیں مقتدر ہوئے ایک برس گزر چکا ہے ان الفاظ میں اپنے دعووں کا اتنی مرتبہ اظہار کر چکے ہیں کہ اب یہ الفاظ بھی بے معنی ہو گئے ہیں۔

"ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنانے کا تہیہ کر چکے ہیں
پاکستان میں اسلام نافذ ہو کر رہیگا ہماری پہلی ترجیح نفاذ اسلام ہے وغیرہ"

ان لوگوں نے ان مقدس الفاظ کو اس قدر کھوکھلا اور بے روح کر دیا ہے کہ اب یہ الفاظ سننے کو بھی جی نہیں چاہتا ان بے اعتبار بیانات اور ان کی بے عملی کے تضاد نے جہاں نفاذ اسلام کے مقدس عمل کو "عبرتناک" دھچکا لگایا وہاں ان کی شخصیتوں کا کھوکھلا پن بھی عیاں ہو چکا ہے۔ ہمیں تو ان پر اور ان کے پیش رووں پر بھی اعتبار تھا نہ ہے لیکن جن علماء جمہوریت کو ان سے سیاسی متعہ کا شوق چرّا رہا تھا وہ بھی اس کوئے ملامت سے ایک ایک کر کے آئی جے آئی کو داغِ مفارقت دے رہے ہیں قاضی حسین احمد صاحب پہلے جدائی کا صدمہ دے گئے ہنوز اس کا زخم رس رہا تھا کہ مولانا سمیع الحق بھی سیدہ طاہرہ کے حملۂ ناجسہ کی تاب نہ لاکر آئی جے آئی کے جسد سیاسی کی روح مضمحل کر گئے اور ان کے عمل صالح کے بعد تو علماء کی گویا لائن لگ گئی اور جس شورا شوری سے آئی جے آئی کو نفاذ اسلام کا فاروقیؓ تمغہ عطا فرمایا تھا اب اسی بے نمکی سے اسے ھباءً منثورا کر دیا ہے اب عالم یہ ہے کہ آئی جے آئی کی ہوا اکھڑ چکی ہے اور کشتیٔ اقتدار ہچکولے کھا رہی ہے، اس پر مستزاد یہ کہ ملک میں مذہبی طبقہ واریت شباب پر ہے۔ شیعہ، سنی علماء اور عوام و خواص کو قتل کر کے نفاذِ فقہ جعفریہ کی راہ ہموار کر رہے ہیں اور جوابی کارروائی میں شیعہ ذاکرین بھی قتل ہو رہے ہیں۔

ستم بالائے ستم چند سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی بن آئی انہوں نے قوم کا اربوں روپیہ فنانس کمپنیوں کے ذریعہ جی بھر کے لوٹا اور اسے الیکشن پر بے دریغ لٹایا، پیپلز پارٹی جو دراصل کلچرل پارٹی ہے اس کیلئے اس سے بہتر دوسرا کوئی موقعہ شاید نہ آئے وہ اس سکینڈل کو لے اڑی اور مذہبی طبقاتی کشمکش کو ہوا دیتے ہوئے نصرت بھٹو نے بے قرار ہو کر آخر اپنے باطنی دھرم کا اعلان کر دیا کہ "پاکستان میں ایرانی طرز کا انقلاب لانا چاہیئے"۔ یہ ایسے برے احوال ہیں کہ ان حالات میں سکون کا سانس لینا دوبھر ہو چکا ہے۔ ہم کئی مرتبہ انہی سطور میں اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ اگر آئی جے آئی کی حکومت کچھ کرنا چاہتی ہے تو اپنے "درباریوں" سے بچے اور اپوزیشن کیلئے ایسے مواقع مہیا نہ کرے جو ان کے زوال و انتقال پر ملال کا سبب بنیں اور حکومت اپنی ترجیحات پر عمل کرتے کرتے دم توڑ دے۔

جناب محمد نواز شریف صاحب جو جنرل ضیاءالحق مرحوم کا تیس فیصد مشخص ہیں اپنے ماضیٔ مرحوم سے عبرت حاصل کریں محض احیاء اسلام کی امریکی پالیسی پر عمل کر کے نفاذ اسلام کا مشن کھٹائی میں نہ ڈالیں

من نمی گویم زیاں کن یا بفکر سود باش
ای ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

جناب نواب نصر اللہ خاں صاحب بالقابہ

نواب صاحب سے ہمارا ایک مضبوط علاقہ تھا اور بحمد اللہ ہے، لیکن برا ہو اس ڈیموکریسی کا جو نواب صاحب کو محاذ اسلام سے اغوا کر کے کوئے جمہوریت میں تنہا چھوڑ گئی تب سے آج تک نواب صاحب یوسفِ بے کارواں ہو کر کارواں

سازی کے جانگاہ شغل سے دوچار ہیں۔

انہی کے بقول "سیاست میں کوئی بات اصول ہے نہ حرف آخر" کیوں کہ یہ دونوں باتیں جمہوریت کی اساس ہیں مگر ہم حیران ہیں کہ لوگوں کو درسِ جمہوریت دینے والے بابائے جمہوریت خود ایک جاں گسل استقامت سے ایک ہی جگہ کھڑے ہیں جبکہ جمہوری عمل ایک جگہ ٹھہر جانے کو غیر سیاسی اور غیر جمہوری قرار دیتا ہے اور نواب صاحب سیکڑوں بار یہ بھی ارشاد فرما چکے ہیں کہ کل کا دوست آج کا دشمن ہے اور آج کا دوست کل کا دشمن اس کلیے کی بنیاد پر تو خود نواب صاحب نہ کسی کے دوست ہیں نہ دشمن بلکہ مواقع کی نزاکتوں سے نفع اندوزی کے ماہر روزگار ہیں نواب صاحب اپنی اسی مہارت کاملہ کے بل بوتے پر بے نظیر ہمنواؤں سمیت اور علماء جمہوریت کو بھی "ہمنواؤں" سمیت نفع اندوزی کیلئے جمہوریت کے مرگھٹ پر جمع کرنے میں کامیاب ہوگئے اور عن قریب "شریفی حکومت" کو اس کے "جرائم" کی پاداش میں کیفر کردار تک پہنچانے کے عزم صمیم کے ساتھ میدان جمہوریت میں اتر رہے ہیں۔

دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

جمہوریت کے ایسے بہت سے معرکوں میں اگرچہ نواب صاحب قومی سطح کے "ہزیمت زدہ" بزرگ ہیں نواب کالا باغ نے نواب صاحب کے بارے میں کہا تھا "ہی از آ رَش" اسی لئے نواب صاحب نے اپنے کل کے تمام دشمنوں کو آج کا دوست بنالیا ہے

میں کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا

اگرچہ جبہ سائی کے اس عملِ "مکافات" میں عزتِ نواب بھی جاتی رہی اور شب کی منتوں کے باوجود "بابائے سلطنت" نے بابائے تمکنت" کی بیچ چوراہے کے پگ اتار دی پہلے انتخابی شکست دی تھی اسی انتقام کی آگ ہنوز سرد نہ ہوئی تھی کہ عتابی شکست نے اپنا کام تمام کیا

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

جہاد افغانستان روس اور امریکہ

قیام پاکستان سے بہت پہلے یہود و نصاریٰ کی ملی بھگت سے جنم لینے والے ایک سیاسی و نیم مذہبی طبقہ مرزائیوں نے ارتداد کی تبلیغ کیلیے اپنے دو نمایندے افغانستان بھیجے تو وہاں کی غیور حکومت نے انہیں موت کی وادی میں دھکیل دیا مرزائی اس کا انتقام لینے کے درپے تھے مگر کسی صورت میں کامیابی نہ حاصل کرسکے۔ پاکستان بن جانے کے بعد چونکہ پہلا وزیر خارجہ آنجہانی سر ظفر اللہ خان انگریز کا ٹوڈی بچہ اور مرزائی تھا اس نے اپنی مکروہ خارجہ پالیسی سے افغانیوں سے انتقام لیا اور پاکستان سے افغانستان کی ٹھنی رہی اڈہ انگور نامی جگہ سرحدی تنازعہ کا سبب بنی دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ پاک افغان تنازعہ قائم رہا تا آنکہ روس نے سپر پاور ہونے کے نشہ میں افغانستان میں براہ راست مداخلت کی اور قابض ہوگیا اس کے غصب و نہب کا پہلا شکار افغانی علماء بنے اور ہزاروں علماء قتل کردیئے گئے علماء نے ہی اس کمیونسٹ بھیڑیوں کی یلغار کے خلاف فتویٰ دیا اور جہاد کا آغاز بھی کیا دشمن حملہ آوروں کو افغان علماء کی قیادت میں مجاہدین نے عبرتناک اور ذلت آمیز شکست فاش دی۔ اس کے ساتھ ہی پوری دنیا سے کمیونزم کا ٹاٹ لپٹنے لگا حتیٰ کہ روس کے اندر بھی جہاد افغانستان کے اثرات پھیل گئے اور روسی وحدت بکھر کر پارہ پارہ ہوگئی ادھر امریکہ نے روس کے حلیف مسلم قوتوں کو بکھیرنے کیلئے یہود و نصاریٰ کو مجتمع کرکے عراق کو تہس نہس کرکے ہمیشہ کیلئے روسی توسیع پسندی کا خاتمہ کردیا۔ گورباچوف نے روسی طمطراق بحال کرنے کیلئے جہاں اندرون روس نئی حکمت عملی کے ماتحت تبدیلیاں پیدا کیں اور کچھ کامیابی حاصل بھی کی اس کے ساتھ ہی افغانستان میں قیام امن نام پر نئی چال چلی اور افغان نمایندوں کو ماسکو میں امن مذاکرات کی دعوت دی جس کی روح صرف کمیونسٹ

قیدیوں کی رہائی تھی اور بس مذاکرات یوں بھی ناکام تھے کہ اکثر افغان نمایندگان روس نہیں گئے جو گئے وہ بھی الٹے چلے آئے کہ در کعبہ وا نہ ہوا۔ ہم تو روز اول سے یہ لکھتے چلے آئے ہیں کہ امریکی اور روسی پالیسیاں صرف اسی لئے وضع کی جاتی ہیں کہ پوری دنیا میں مسلمان بہر نوع ان کے تابع اور دست نگر رہیں۔ امداد دی جاتی ہے تو مقصد یہی ہوتا ہے، اور امداد روک دی جاتی ہے تو مقصدیت یہی ہوتی ہے، جنگ ہوتی ہے تو اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ مسلمان اسلامی قوت کے طور پر نہ ابھریں۔ جنگ بندی ہوتی ہے تو اس مشن کی تکمیل کے بعد کہ علاقہ میں بیلنس آف پاور رہے اور ترقی پذیر مسلم قوتیں ترقی یافتہ نہ کہلا سکیں بلکہ انہی ترقی پذیری کے مرحلوں میں کشکول گدائی لئے ان کی طرف ٹک ٹک دیکھا کریں افغان رہنماؤں کو ہمارا پرخلوص مشورہ یہ ہے کہ آپ کیلئے آزادئ افغانستان اور دینی حکومت کے قیام و بقاء کا ایک ہی راستہ ہے جہاد جہاد اور جہاد!

علاج فتنہ و فساد　　　　الجہاد و الجہاد

جہاد افغانستان کے رک جانے کا سب سے برا اثر پاکستان پر پڑیگا اس لئے بھی اس جہاد کا جاری رکھنا بہت ضروری ہے جبکہ پاکستان میں ایسے فسر پسند پہلے ہی یہ کہتے نہیں تھکتے کہ یہ بنیاد پرستوں کی شورش ہے بھائی بھائی کو مار رہا ہے۔ اس جہاد کا جاری رہنا اس لئے بھی بہت ضروری ہے کہ ضیاء الحق مرحوم اور ان کے ۲۷ شہید ساتھیوں کو بھی اس مقدس مشن کیلئے پاکستان قربان کر چکا ہے۔

پاکستان میں غیر ملکیوں کا اغواء

گزشتہ دنوں نیلی آنکھوں والی اور مردانہ لباس والی ایک جرمن خاتون کو شمالی علاقوں میں اغوا کر لیا گیا اس سے پہلے جاپانی و چینی مردوں کو جنوبی علاقہ میں اغواء کیا گیا تھا۔ پاکستان کی بدنامی و رسوائی کا یہ داغ کبھی نہ دھل سکے گا اور نہ ہی ان ترقی یافتہ ممالک سے تعلقات بڑھ سکیں گے فروغ سرمایہ کاری کا راستہ مسدود ہونے کا خدشہ بھی بڑھے گا اور غیر ملکی سیاح، سرمایہ کار، سائنسی و اقتصادی ماہرین کے باہمی تعاون کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے ہم سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کے نام پر ادھم مچانے والے غیر تربیت یافتہ سیاسی سٹریٹ کارکن جو اپنے سوا کسی کو حکومت کا اہل نہیں سمجھتے یہ ان کی کارروائی ہو سکتی ہے حکومت کو ایسے عاقبت نااندیش افراد اور ان علاقوں کی انتظامیہ پر کڑی نگاہ رکھنی چاہیئے اور ایسے ناہنجار افراد کو عبرتناک سزا دینی چاہیئے۔

اس طرح پاکستان کے باسی وڈیروں کے ناہموار فرزند شوقیہ ڈاکہ زنی کرتے کاریں موٹر سائیکل اور پرس چھینتے لڑکیوں کو پریشان کرتے اور ان کی عصمت لوٹتے ہیں، پکڑے جاتے ہیں تو پولیس افسروں کو دھمکیاں دیتے ہیں کہ ہم فلاں افسر کے "فرزند ارجمند" ہیں۔ تھانوں سے گھروں میں فون کرتے ہیں نتیجتاً بڑے، یا فون پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے یا "اردلی" بھیج کر اپنے "نونہالوں" کو گھر لیجاتے ہیں آخر کب تک یہ "بڑے" اپنے بگٹٹ اور منہ زور گھوڑوں کو لگام نہیں دیں گے؟ ان ظلم پیشہ بڑوں کو شرم آنی چاہیئے کہ یہ اپنے عہدوں سے سراسر ناجائز فائدہ اٹھا کر امت کی پریشانیوں میں اضافہ کرتے اور ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے بے لگام گھوڑوں کو لگام دیں اور کھونٹے سے باندھ رکھیں!

ہمارے ڈاکٹرز

ہمارے ملک میں بے چینی، بے حسی اور افسرانہ مزاج کچھ لازم و ملزوم سے ہوگئے ہیں پرائیویٹ کلینکس ہوں یا ہسپتال (استثناء کیساتھ) ڈاکٹروں کا رویہ مریضوں کیساتھ خصوصاً بے آسرا مریضوں کے ساتھ وہ ہوتا ہے جو یورپ میں کتوں کیساتھ بھی نہیں ہوتا۔ ڈاکٹروں میں ہمدردی، محبت، اخلاص، نرمی، مروت، حسنِ سلوک جیسی اعلیٰ صفات کا پایا جانا اشد

ضروری ہے ان صفات سے محروم آدمی پولیس افسر تو ہو سکتا ہے معالج نہیں۔ ڈاکٹرز حضرات افسرانہ لب و لہجہ چھوڑ کر تواضع اپنائیں۔ کاروبار بھی کریں مگر انسانی خدمت کو بنیادی حیثیت دیں نہ کہ سرمایہ کاری کو! ہم مذہبی لوگوں کو یہ لوگ دقیانوس کہتے نہیں تھکتے مگر ان کے رویے ایسے خولناک ہیں جو جنگل کے باسیوں سے مشابہ ہیں یہ لوگ اپنے ثقافتی رویّوں میں تو یورپ کی اندھی تقلید کرتے ہیں مگر معالج کی حیثیت سے جو ریت پریت فرنگی ڈاکٹر روا رکھتا ہے وہ ہمارے پاکستانی کالے انگریز ڈاکٹر کے پاس نہیں آخر کیوں؟ اللہ انہیں ہدایت دے۔

میڈرڈ کانفرنس

یہودیوں اور نصرانیوں کی بین الاقوامی اور سازشی موافقت سے امریکی سرمایہ دارانہ نظام کی "بلے بلے" ہو گئی اور اب وہ پوری دنیا کا فوجی، سیاسی، سائنسی اور اقتصادی مطاع بننا چاہتا ہے امریکہ مہاراج کی فکر میں ہے۔ یہودی ایک صدی سے ایک خواب کی تعبیر پیدا کرنے میں لگے ہوئے ہیں کہ مسلمان سمٹ کر محتاجوں کے جزیرے میں بند کر دیئے جائیں اور یہودی غناء کی وادیوں کے اکیلے مالک و مختار بن جائیں۔ اس یہودیانہ جذبہ خبیثہ کا پہلا شکار عراق ہوا جسے فوجی سائنسی اور اقتصادی اعتبار سے اپاہج کر دیا گیا ہے سیاسی اعتبار سے امت مسلمہ کی عرب طاقتوں کو اپنے مکر کے جال میں پھانسنے کیلئے امن کے نام پر غلامی کی زنجیریں جکڑنے کیلئے میڈرڈ کانفرنس کا کھڑاگ رچایا گیا جس میں جارج بُش نے مستقل امن کی بانسری بجاتے ہوئے ذیل میں درج تین سُریں نکالیں۔

۱) زمین کی حد بندیوں کے تنازعات طے کئے جائیں۔

۲) فلسطینیوں کے حقوق، وسائل کا حل تلاش کیا جائے۔

۳) اسرائیل کو تسلیم کرایا جائے۔

سب سے آخری بات اگر عرب تسلیم کر لیتے تو شاید پہلی باتوں کی کوئی صورت خیرات کی شکل میں عربوں کو مل جاتی یہ تو بھلا ہو شامی نمائندے کا جس نے اسرائیلی لٹیرے کو اسکی اصلی تصویر دکھائی تو بات رک گئی ورنہ صورتحال نہایت کربناک تھی۔ اور آئندہ ہونے والی عرب اسرائیل میٹنگز میں بھی یہی مقصد ہو گا کہ عرب دولت و عورت سے نشہ میں سرشار رہیں قوت موثرہ بننے کی کوشش نہ کریں اور اسرائیل کو تسلیم کر لیں ہم اس سلسلہ میں صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ عرب قرآن شناسی کا ثبوت مہیا کرتے ہوئے یہودیوں کے دام تزویر میں مت آئیں جرات واستقامت کا مظاہرہ کریں ایسی ذلت آمیز زندگی کے مقابلہ میں ضیاء الحق اور ان کے ساتھیوں کیطرح عزت کی موت کو ترجیح دیں مگر یہودیوں کی پالیسیاں کامیاب نہ ہونے دیں او پنے ندر اتحاد و اتفاق پیدا کر کے پوری قوت سے کہیں جارج بش، مُش!

لعن اللہ الیہود والنصاریٰ

مبلغین اہل سنت و جماعت کیلئے ایک عظیم علمی تحفہ

نماز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

جس میں

• مسائل قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور آثار صحابہؓ سے مدلل۔

• پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی نماز کی واضح تصویر

• مستند مآخذ، علمی سرمایہ، عام فہم اندازِ بیان

دلکش ترتیب۔

• اردو خواں حضرات کیلئے مدنی تحفہ جس کی افادیت مسلمہ ہے

• امام ابوحنیفہؒ کی علمی عظمت، فلسفیانہ اندازِ استدلال اور سنت سے والہانہ وابستگی کی ایک جھلک۔

تالیف: الشیخ محمد الیاس فیصل مدینہ منورہ

تقدیم: الشیخ محمد شفیق اسعد

ہر اچھے بک سٹال سے یا براہ راست ہم سے طلب کریں

سُنی پبلی کیشنز پوسٹ بکس نمبر ۷۹۶ لاہور

قیمت ۵۱ روپے

قمر الحسنین

نقطہ نظر

علماء اور خاتون سفیر

یہ صحافت بھی کیا بری شے ہے — جو بھی آیا وہ مجتہد نکلا

ایک زمانہ تھا کہ صحافی دینی مسائل و معاملات میں دخل اندازی سے گریز کرتے تھے دین والوں کا احترام کرتے ان کی دینی رائے کو اہمیت دیتے اور دینی شخصیتوں کو مستند مانتے تھے۔ مگر برا ہو یورپ کی اندھی تقلید کا، جب سے ان لوگوں نے فرنگیوں کی اقتداء میں مسائل کا حل تلاش کرنے کی ٹھانی تب سے علماء حق ان کی نوک قلم پر ہیں، خصوصاً مسلم لیگ نے جس سیاست کو رنگ دیا۔ یہ اسی کے برگ و بار تھے کہ لیگی کارکنوں نے علماء کو مادرزاد برہنہ گالیاں بکیں، ان کے سامنے ننگا ناچ کیا ان کی پگڑیاں اچھالیں، ان کے منصب کو تاراج کیا ان کی شرعی حیثیت کو پامال کیا، ان پر پھبتی کسی، انہیں شعروں افسانوں، ناولوں اور ڈراموں میں اضحوکہ بنایا یہاں تک کہ بہت مہذب لوگ جب اپنے کسی نیک سرشت بچے کو ڈانٹتے تو طنزاً کمبخت، مردود مولوی ہے مولوی "کہتے ملے کوسنے تو مذہبی جنونی کہتے اس فضاء اور ماحول میں اور اس بد تہذیبی کی یلغار میں پاکستان بنایا پاکستان بنانے میں روزنامہ نوائے وقت اور اس کے کارکنان صحاف و گزاف کا جتنا حصہ ہے وہ بھی تاریخ کا سنہری باب ہے"

اس اخبار نے آج تک وہی پالیسی اپنا رکھی ہے اس کا لب ولہجہ آج بھی وہی ہے جو ۴۷ء میں تھا، اب کہ پاکستان بنے ہوئے بفضل اللہ ۴۴ برس بیت چکے مسلم لیگ اور نوائے وقت کا اسلام "خردرحل" گدھا دلدل میں کا مصداق بنا ہوا ہے، نہ تو یہ ظلم پیشہ لوگ اسلام کے نفاذ کا عمل دہراتے ہیں اور نہ ہی انحراف پر قائم ہیں بلکہ گوگو کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں اور مختلف اشتری حیلوں اور سبائی بہانوں سے دینی مسائل میں دخل دیتے ہیں مسائل کی دینی تعبیر نہیں کرتے بلکہ بے دینی کو دین بنا کر پیش کرتے ہیں "اپنے اعمال" کو مسند سمجھتے اور منوانا چاہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی من مانی تشریح کرتے اور وسائل کے بل بوتے پر عوام میں پھیلاتے اور ان کے لاشعور میں خباثت و دنائت کا ایک جدید فکر بد مرتکز کر دیتے ہیں نتیجہ یہ پیدا ہو رہا ہے کہ ہر بے علم، ان پڑھ اور "پڑھا لکھا جاہل" دینی مسائل کے سلسلہ میں اپنی ایک رائے قائم کر کے بیٹھا ہوا ہے اس سلسلہ کرب کی ایک تازہ اکاس بیل ملاحظہ ہو۔ روزنامہ نوائے وقت ملتان ۴ نومبر اپنے ادارتی نوٹ "علماء اور خاتون سفیر" کے ضمن میں رقم طراز ہے کہ

"اسلام اور دینی جماعتوں کے بہترین مفاد میں ہمارا مشورہ یہ ہے کہ موجودہ دور میں اس ایشو کو نہ اٹھایا جائے۔ ماضی میں بیگم رعنا لیاقت علی خاں بیگم وقار النساء نون بیگم سلمیٰ جان وغیرہ بیرون ملک سفارتی خدمات انجام دیتی رہی ہیں، ملکی آئین کے تحت خواتین ہر منصب اور ہر عہدے پر کام کر سکتی ہیں، نصف سے زائد آبادی کو اس حق سے محروم بھی نہیں کیا جا سکتا خواتین اسمبلیوں کی ارکان رہی ہیں اور اب بھی براہ راست انتخابات جیت کر اسمبلیوں میں موجود ہیں جنرل ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ میں بھی

خواتین موجود تھیں"

کچھ سطروں بعد مزید خامہ فرسائی کی ہے کہ

"علماء کرام کو اس مسئلے پر تحمل و برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے"

نوائے وقت کے مدیر نے اس عبارت آرائی میں درج ذیل باتیں ایک ہی سانس میں لکھ ڈالی ہیں جو کچھ اس طرح سے تاثرات مرتب کرتی ہیں۔

(۱)۔ اسلام کا مفاد۔ (۲)۔ علماء کا مفاد۔ (۳)۔ علماء اس مسئلہ کو ایشو نہ بنائیں۔ (۴)۔ علماء تحمل و برداشت کا مظاہرہ کریں۔ (۵)۔ عورتیں (مسلم لیگ کی وجہ سے) پہلے بھی شریک اقتدار رہی ہیں۔ (٦)۔ ضیاء الحق مرحوم کے عہد اقتدار میں بھی۔ (۷)۔ عورتیں نصف سے زائد "آبادی ہیں"۔ (۸)۔ آئین کے تحت بھی عورتیں ہر منصب اور عہدے پر کام کر سکتی ہیں۔ (۹)۔ عورتیں اب بھی اسمبلیوں میں موجود ہیں----- قارئین کرام یہ وہ پالیسی ہے جو اس اخبار کے ذریعہ عوام اور خواص میں بارش کے قطروں کی طرح مسلسل منتقل کی جارہی ہے۔

اسلام نے عورت کو حالت امن میں بھی گھر سے باہر کی ذمہ داریوں میں نہیں الجھایا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عورت کو کبھی اپنی مجلس شوریٰ میں منصب نہیں دیا، جنگ میں نہیں جھونکا، بیت المال کے محاصل کی وصولی پر مامور نہیں کیا، کبھی سفارتی ذمہ داری نہیں سونپی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں کبھی کسی بھی محکمہ میں اور کسی بھی منصب پر فائز نہیں فرمایا خلفاء راشدین نے بھی اس پر عمل فرمایا بلکہ عورتوں کے مسجدوں میں نماز کے لئے جانے پر بھی پابندی عائد کردی۔

صاحب شریعت مطہرہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورت کو گھر کی حاکمہ مقرر کیا جو اس کے تمام جدید مناصب سے کہیں اعلیٰ وارفع منصب ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام باہر حاکم تھے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گھر کے اندر حاکمہ تھیں دین کے اس عمل کو بنی امیہ اور بنی عباس نے بھی تبدیل نہیں کیا "یزید" ------ جسے ایک دنیا برے نام سے یاد کرتی ہے۔ اس کے عہد "جدید" میں بھی عورت کو گھر سے نہیں نکالا گیا، شمع محفل نہیں بنایا گیا، بازار کی جنس نہیں بنایا گیا، کلبوں، شعر و ادب کی محفلوں، ڈراموں، تھیٹروں میں نہ سجایا گیا، نہ نچایا گیا۔ نہ گنوایا گیا نہ اسے پرائیویٹ سیکرٹری کے خبیث منصب پر نوازا گیا اور نہ اس کے وجود کو ذریعہ تجارت بنایا گیا۔

لیکن عہد "جدید" کے مسلم لیگی رہنماؤں اور مسلم لیگی حکمرانوں نے عورت کے جسم کی تقدیس کو ہمہ جہت پامال کیا اور مسلم لیگی نقارچی اپنے ہی اعمال بد کو دلیل کے طور پر پیش کر کے اس کو اسلام کے مفاد میں ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے، اسلام کا نام لے کر اسلام کے خلاف اعمال خبیثہ کا ارتکاب اور پھر اس کو اسلام کے لئے مفید قرار دینا بہت دیدہ دلیری کی بات ہے یہ کام تو صرف نبی ہی کر سکتا ہے کہ نبی کے اعمال ہی سند و حجت ہیں اور نبی کے اقوال ہی قانون و شریعت ہیں اور انہی میں اسلامی مفادات مضمر ہیں۔ کسی فاسق مرد اور فاسقہ عورت کے فاسقانہ اعمال اور شریعت سے متصادم گفتگو اسلام کے مفادات میں کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور اس پر علماء تحمل و برداشت پیدا کریں یعنی لیگی دین کو قبول کرلیں کیونکہ نوائے وقت کے مدیر معاذ اللہ صاحب شریعت ہوگئے ہیں، یہ جمہوریت میں تو یقیناً "واجب" ہے کہ اپنے نظریات و افکار کی بدھ اڑتی دیکھ کر بھی ہنستے رہو اور بدھ اڑانے والے کو،

بک اپ کہتے رہو مگر اسلام میں اس عمل کو "فسق و فجور" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دینی غیرت سے محرومی کہا جاتا ہے، جو علماء منقار زیر پر ہو جاتے ہیں وہ "علماء جمہوریت" ہیں علماء اسلام نہیں علماء اسلام تو ہر دور میں ایسے ہر موقعہ پر اپنی اسلامی فکر کی نمائندگی کرتے ہوئے کلمۂ حق اور کلمۂ خیر کہہ دیتے ہیں اور بس۔ بیگم رعنا لیاقت، سلمیٰ جان، و قار النساء اور فاطمہ جناح کے ساتھ بیٹھنا پسند کرتے ہیں نہ ایسی خواتین سے علیحدگی میں سیاسی مذاکرات کرنا ان کے قومی مفاد میں تھا نہ ہے اور نہ ہی ان مکروہ سیاسی جھمیلوں سے اٹھنے والے غبار میں انہیں اسلام کا مفاد نظر آتا ہے۔
مدیر نوائے وقت کی جمہوری نگاہ بصیرت نے اسلام کے مفادات کی تفصیل نہیں بتائی شاید ہم بھی ان کے اس جمہوری معاشرتی پروگرام سے فیضیاب ہو جائیں۔ پاکستان کا آئین کتاب اللہ اور کتاب الرسول نہیں کہ اس پر عمل واجبات میں سے ہے بس چند لوگوں نے اس کو پسند کیا اور اسے مقدس کتاب بنا کر حوالے دیئے جاتے ہیں جن لوگوں نے اس کتاب الحیل اور کتاب التاویل کو مقدس کتاب منوانے کی رٹ لگا رکھی ہے وہ خود کتاب اللہ اور کتاب الرسول کے باغی ہیں، باغیوں کی بھلا کونسی بات قابل اعتناء ہوتی ہے لیاقت علی خان مرحوم سے لیکر محمد نواز شریف مغفور تک کوئی ایک بھی مسائل دین اور احکام شریعت میں نہ معتبر ہے نہ سند نہ حجت تو پھر ان کی بات ان کا عمل کیونکر مثال بن سکتا ہے اور ان کے اعمال کو کس اعتبار سے دلیل اور سند کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔
علماء اسلام ایسے مسائل کو ایشو نہ بنائیں کیونکہ اس میں "مسلم لیگی حکومت بدنام ہوتی ہے" میں پوچھ سکتا ہوں کہ اگر عابدہ حسین کی "سفارت کاری" معتبر ہے تو نصرت بھٹو اور بینظیر بھٹو کی "سرداری" کیوں قبول نہیں رعنا لیاقت، فاطمہ جناح میں اور ان میں کیا فرق ہے اور وہ کونسا امتیاز ہے جو عابدہ حسین کو حاصل ہے اور انہیں نہیں؟ علماء اسلام پر تو فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ چپ نہ سادھیں بلکہ ببانگ دھل کلمہ حق کہہ کر شرعی فریضہ ادا کریں ہوسکے تو سیاسی قمار خانہ کے سٹہ بازوں کو بازاروں میں گھسیٹیں میں مدیر نوائے وقت کی خدمت میں عرض کرونگا

ہر چند عقل کل شدای بے جنوں مباش

بقیہ از ص ۱۹
نہیں جانتے کہ صحابہ ہی سیرتِ رسول کے امین اور وارثِ حقیقی ہیں۔ اگر ان کا وجود مشکوک ہو گیا تو پھر پورا دین گڑ بڑ ہو جائیگا۔
انہوں نے کہا کہ اسوۂ حسنہ کا ادراک صحابۂ کرام کو نظر انداز کر کے ممکن نہیں۔ بلکہ اس سے گمراہی یقینی ہے۔
حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری موجودہ پستی و زبوں حالی سیرتِ نبوی سے روگردانی اور نافرمانی کے سبب ہے۔
صحابۂ کرام نے جتنی کامرانیاں حاصل کیں اور اللہ کا جو قرب انہیں حاصل ہوا وہ صرف اور صرف اتباعِ رسول اور اطاعت کاملہ کا کرشمہ تھا۔ وہ زندگی کے تمام اعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق سر انجام دیتے تھے۔ وہ دینِ اسلام کے باہر کچھ دیکھنا پسند نہ کرتے تھے اور یہی ان کی کامیابیوں کا راز تھا۔
انہوں نے کہا کہ آج بھی اسی اسوہ کو اختیار کر کے ہم مسلمان عزت اور حکومت سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ جلسہ کی صدارت مجلس احرارِ اسلام کے مقامی رہنما محترم غلام ربانی صاحب نے کی۔

"مولانا محمد عبدالحق چوہان
گلشن معاویہ رحیم یارخان"

قسط اوّل

منصبِ صحابہؓ

"افتتاحیہ"

جس وقت وادی "غیرذی زرع" میں فاران کی چوٹی سے آفتاب نبوت کا طلوع ہوا اس وقت دنیا ضلالت وگمراہی کی تہ بہ تہ تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی آفتاب نبوت کی ضیاء پاش کرنوں کو جن سعید روحوں نے اپنے اندر جذب کر کے دنیا کے تاریک اطراف تک اس نور کی روشنی کو پھیلایا وہ صحابہ کرام کی مقدس جماعت ہے اس جماعت مقدس کی مساعی جمیلہ اور جہد مسلسل کے باعث اسلامی تعلیمات اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ تاہنوز تحریف وتبدیلی سے محفوظ ہیں یہی وہ جماعت ہے کہ جسکی عدالت دیانت اور امانت پر اسلامی تعلیمات پر اعتماد کی مدار ہے اسلام کے خلاف منافقت کے پردے میں سب سے پہلے ابن سبا یہودی کی سازشی تحریک کی بنیاد ہی صحابہ کے متعلق "عدم اعتماد" کے ملحدانہ اور زندقہ انگیز نظریہ پر ہے جن لوگوں نے اس تحریک کی بنیاد قائم کی ان کے سامنے یہ حقیقت بھی بالکل عیاں اور روز روشن کی طرح واضح تھی کہ جب تک صحابہ کی دیانت وامانت پر امت کو اعتماد ہے اس وقت تک اسلام کے خلاف کوئی تحریک اور کوشش ثمرآور اور کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی اور ان لوگوں کو یہ حقیقت بھی معلوم تھی کہ امت کے سامنے کھلے الفاظ میں صحابہ کے خلاف لب کشائی اور "عدم اعتماد" کا نظریہ پیش کرنا اپنی ناکامی کو دعوت دینے کے مترادف ہے اس لیے انھوں نے بطور حیلہ سازی کے اپنی تحریک کو کامیاب کرنے کیلیے "حب علیؓ" اور ان کی خلافت بلا فصل کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وصیت کا نظریہ پیش کرکے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی کہ خلافت صدیق اکبر، عمرفاروق اور عثمان غنی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی مدار ہی غاصبانہ تسلط پر ہے شہادت عثمان، واقعہ ء جمل وصفین، شہادت سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ پھر واقعہ ء کربلا اسی تحریک کی ستم رانیاں ہیں سقوط بغداد کا المیہ مدارس عربیہ کے درس نظامی میں محقق کے درجہ ء رفیعہ پر فائز نصیرالدین طوسی رافضی کی شازش کا نتیجہ ہے ہمارے نزدیک موجودہ دور سیاست وصحافت، تجدید واحیاء سبائیت کا وقت ہے اس وقت ملک کے مختلف جرائد ومطبوعات میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے خلاف تاریخی روایات کے پردہ میں کئی قسم کے الزامات کا اختراع کیاجارہا ہے پھر صحابہ کے خلاف الزامات اختراع کرنے والے افراد کے مختلف انواع ہیں بعض تو وہ ہیں جو واضح طور پر صحابہ کی عمومیت پر معاذاللہ منافقت اور گمراہی کا الزام عائد کرتے ہیں یہ تو "رفض بواح" کی صورت ہے اور بعض وہ ہیں جوکہ شیخین رضی اللہ عنہما کی مدح سرائی میں رطب السان لیکن سیدنا عثمان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے عمال کے متعلق ان کا نظریہ یہ ہے کہ انکا کردار اور نظام حکومت خلافت راشدہ کے جادہ اعتدال پر قائم نہ رہ سکا تھا بلکہ ان کے دور حکومت میں ملوکیت جابرہ کا نفاذ تھا اس نظریہ کے حاملین "رفض خفی" میں مبتلا ہیں اس وقت روافض کے ان ملحدانہ نظریات کے تعاقب اور تغلیط میں ملک کے مختلف ادارے اور جرائد مصروف عمل ہیں ہماری جماعت کے دو جرید ے "پندرہ روزہ الاحرار" لاہور جوکہ حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ کے زیر ادارت شائع ہورہا ہے اور ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" ملتان جوکہ مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی زیر نگرانی شائع ہورہا ہے اس فرض کی ادائیگی میں بغیر خوف لومتہ لائم مصروف جہاد ہیں اور اس میدان میں ان جرائد کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے ان رسائل میں دفاع صحابہ کے موضوع پر وقیع مضامین شائع ہورہے ہیں لیکن انکی حیثیت ایک جزوی یا شخصی تعاقب کی ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ "منصب صحابہ" کے متعلق شرعی احکام اور اکابرامت کے واضح بیانات کی روشنی میں ایک جامع اور قانون کلی کی صورت میں ایک ایسی تحریر شائع کی جائے جس میں ان تمام ملحدانہ نظریات

کی تحلیل واضح ہو جائے زیر نظر تحریر میں ہم نے اسی فریضہ کی سرانجام دہی کی کوشش کی ہے مصادر شریعت کے زیر عنوان ہم نے قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں شرعی مصادر کو بیان کیا ہے اور اسی ضمن میں منصب صحابہؓ کے مرتبہ کی وضاحت کی گئی ہے اور آخر میں امام ابوبکر احمد بن علی بن ثابت المعروف بالخطیب البغدادی رحمتہ اللہ تعالی المولود ۳۹۳ھ المتوفی ۴۶۳ھ کی کتاب "الکفایہ فی علم الروایہ" کے "باب ماجاء فی تعدیل اللہ ورسولہ الصحابہ" کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے

فللہ عاقبت الامور

مصادر شریعت

اجمال وبیان کی کیفیت کے اعتبار سے مصادر شریعت کی ترتیب اس طرح ہے کہ درجہ اول پر قرآن مجید ہے چونکہ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو قوانین کلیہ پر مشتمل ہے اس لیے ان کلیات مجملہ کی تفسیر وتوضیح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تبیین اور آپ کی وضاحت سے ہوگی جو کہ قولی اور عملی سنت ہے اس لیے مصادر میں سے دوسرا درجہ سنت کا ہے اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں اجمال ہو تو اس کی وضاحت تعامل صحابہ سے ہوتی ہے اس لیے مصادر میں تیسرا درجہ "تعامل صحابہ" کا ہے تعامل صحابہؓ کے اس مرتبہ کی طرف امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالی کے اس قول میں اشارہ کیا گیا ہے

قال احمد بن حنبل اصول السنتہ عندنا التمسک بما کان علیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (منہاج السنتہ صفحہ ۱۴۸ ج نمبر ۳)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک عمل بالحدیث کے متعلق یہ اصول ہے کہ تعامل صحابہؓ کے ساتھ تمسک حاصل کیا جائے گا

اور مصادر شریعت کی بیان کردہ یہ ترتیب اس قول ماثور سے ماخوذ ہے

کان القران امام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اماما لا صحابہ وکان اصحابہ المتہ لمن بعدھم ۔ (سنن دارمی صفحہ ۱۹۰ ج نمبر ۱ بحوالہ اللرالحدیث صفحہ ۱۷ ج نمبر ۱

قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امام تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے لئے امام تھے اور آپ کے صحابہ بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے امام ہیں ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اس منصب کا بیان خود قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہے

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم ۔ (سورتہ النحل ایتہ نمبر ۴۴)

اور ہم نے آپ پر یہ نصیحت نامہ (قرآن) آتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو بیان کردیں جو کچھ ان کے پاس بھیجا گیا ہے سنت نبوی علی صاحبہا الف تحیتہ وسلام کی شرعی حیثیت کی وضاحت اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت ابونجید عمران بن حصین رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۲ھ کو علم حدیث کی اشاعت کیلئے بصرہ میں معلم متعین کیا آپ ایک یوم حدیث بیان فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے انہیں کہا کہ آپ ہمیں قرآن سنائیں اس پر انہوں نے سنت کے اس منصب کی وضاحت میں فرمایا کہ میرے قریب آجاؤ جب وہ شخص آپ کے قریب آگیا تو آپ نے فرمایا

ارایت لو وکلت انت واصحابک الی القران اکنت تجد فیہ صلاۃ الظہر اربعا وصلاۃ العصر اربعا والمغرب ثلاثا تقرا فی ثنتین ارایت لو وکلت انت واصحابہ الی القران اکنت تجد الطواف بالبیت سبعا والطواف بالصفا والمروتہ ثم قال ای قوم خذوا عنا واللہ ان لا تفعلو التضلن ۔ (الکفایہ فی علم الروایہ لابی بکر احمد بن علی المعروف بالخطیب البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ ص نمبر ۱۵

(ترجمہ) تمہیں معلوم ہے کہ تم اور جو تمہارے ہم نوا رفقاء ہیں صرف قرآن پر ہی اعتماد کرلیں تو کیا قرآن میں پا سکتے ہو؟ کہ ظہر کی نماز چار رکعتوں پر اور عصر کی بھی چار اور مغرب کی نماز تین رکعتوں پر مشتمل ہے اور صرف دو رکعتوں میں قرآت کی

جائے اور کیا تم اور تمہارے ہم خیال ساتھی اگر حدیث سے قطع نظر کر کے صرف قرآن مجید پر ہی اعتماد کرلیں تو تم قرآن میں پا سکتے ہو ؟ کہ بیت اللہ کا طواف سات دفعہ کرنا چاہیے اور صفا مروہ کا طواف بھی سات دفعہ کرنا چاہیے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے قوم ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حاصل کرلو ورنہ قسم بخدا گمراہ ہو جاؤ گے

اسی لئے علماء امت نے کہا ہے کہ

فان مرتبة السنة النبوية في الحجية تلي مرتبة الكتاب الكريم اذهي مفسرة لنصوصه و مبينة لمعناه بتخصيص عامه وتقييد مطلقه وتوضيح مشكله و تعيين مبهمه و تعليل محكمه واتباعها واجب كالكتاب بنص " الكتاب فما اتاكم الرسول فخذوه ومانهاكم عنه فانتهوا " (مقدمه تدريب الراوى صفحه ۳)

(ترجمہ) بے شک سنت نبویہ کا مرتبہ حجیت کے اعتبار سے قرآن مجید کے مرتبہ حجیت کے بالکل ہی قریب ہے کیونکہ یہ سنت قرآن مجید کی نصوص کے لئے مفسر اور اس کے معانی کی وضاحت کرنے والی اور اس کے عموم کے لئے مخصص اور مطلق کے لئے قید بیان کرنے والی اور مشکلات کی وضاحت کرنے والی اور مبہمات کی تعیین کرنے والی اور اسکے محکمات کی علت بیان کرنے والی ہے اس لئے قرآن کی طرح اس کا اتباع بھی ضروری ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ رسول جو کچھ تمہیں دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تمہیں روک دیں رک جایا کرو۔

اور مصادر شریعت میں تیسرا درجہ " تعامل صحابہ " کا ہے اس کے بیان سے قبل صحابی کی تعریف اور ان کے امتیازی اوصاف کا بیان کرنا ضروری ہے

صحابی کی تعریف۔

من لقى النبى صلى الله عليه وسلم مسلما ومات على اسلامه۔ (تدريب الراوى صفحه ۲۰۹ ر ج ۲)

وہ شخص کہ جس نے اسلام کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو۔

صحابہ کے امتیازی اوصاف

جس طرح نبوت ایک منصب ہے اسی طرح " صحابیت " بھی ایک منصب ہے یہ شرف اور منصب انہی لوگوں کو حاصل ہوا جن کی فطرت صالحہ میں اس منصب جلیل کے قبول کرنے کی استعداد تھی اس حقیقت کو سیدنا ابوعبدالرحمن عبداللہ بن مسعود الہذلی رضی اللہ عنہ المتوفی ۳۲ھ نے ان الفاظ کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے

ان الله نظر فى قلوب العباد فوجد قلب محمد صلى الله عليه وسلم خير قلب العباد فاصطفاه وبعثه برسالته ثم نظر فى قلوب العباد بعد قلب محمد صلى الله عليه وسلم فوجد قلوب اصحابه خير قلوب العباد فجعل وزراء نبيه صلى الله عليه وسلم يقاتلون عن دينه۔ (ازالة الخفاء صفحه ۹ ج نمبر ۱)

(ترجمہ) خداوند قدوس نے اپنے بندوں کے قلوب پر نظر ڈالی ان میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو سب سے زیادہ بہتر پایا اس لیے آپ کو اپنا رسول منتخب کیا اور پھر آپ کے قلب کے علاوہ باقی بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو ان میں سب سے بہتر آپ کے صحابہ کے قلوب کو پایا اس لئے ان کو اپنے پیغمبر کا مددگار منتخب کیا اور صحابہ نے اعلاء کلمۃ اللہ اور دین کے غلبہ کے لئے جہاد کیا

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرا ارشاد ہے

اولئك اصحاب محمد كانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا واعمقها علما واقلها تكلفا قوم اختارهم الله لصحبة نبيه واقامة

دینہ فاعر فوالہم فضلہم واتبعو ہم فی اثلر ہم و تمسکو بما استطعتم من اخلاقہم و دینہم فانہم کانوا علی الھدی المستقیم
۔ (منہاج السنتہ صفحہ ۱۴۸ ج نمبر ۳)

(ترجمہ)

یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں پوری امت سے افضل ہیں سب سے زیادہ نیک دل ہیں ان کا علم بہت ہی گہرا ہے تکلفات اور تصنع سے دور ہیں خداوند قدوس نے ان کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور اقامت دین کے لئے منتخب کیا ہے ان کی فضیلت کا اقرار کرو اور ان کے اخلاق اور اطوار حتی الوسع اختیار کرو اس لئے کہ وہ سیدھے راستے پر ہیں ۔

اور خالق فطرت نے صحابہ کے قلب کی کیفیت کو خود ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان فزینہ فی قلوبکم و کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الراشدون (سورہ الحجرات ایت نمبر ۷)

(ترجمہ) اللہ تعالی نے محبت ڈال دی تمہارے دل میں ایمان کی اور مزین کردیا اس کو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈال دی تمہارے دل میں گناہ اور نافرمانی کی وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر

ان خصوصی اور امتیازی اوصاف کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کی ذات مقدسہ اور جوہر نفس کی لطافت انبیاء علیہم السلام کے نفوس مقدسہ کی لطافت کے مشابہ ہے حکیم الامت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

واز میان امت جمعی ہستند کہ جوہر نفس ایشان قریب بہ جوہر انبیاء مخلوق شدہ وایں جماعت دراصل فطرت خلفاء انبیاء اندامت بمثال انکہ ائنیہ آہنی ازافتاب اثرے قبول می کند کہ خاک وچوب وسنگ رامیسر نیست ایں فریق کہ خلاصہ امت انداز نفس قدسیہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم بوجہی متاثر می شوند کہ دیگران رامیسر نمی اید (ازالت الخفاء ص ۹ ج ۱)

اورصحابہ کرام امت کے اندر ایک ایسی جماعت ہے کہ ان کا جوہر نفس انبیاء علیہم السلام کے جوہرنفس کے قریب ہی تخلیق کیا گیا ہے اور یہ جماعت اپنی فطری صلاحیت کے باعث انبیاء کی نائب ہے اور امت تک دین رسائی میں ان کی مثال اس طرح ہے جیسے آہنی ائینہ افتاب سے اکتساب نور کے عمل درو دیوار کو منور کرتا ہے لیکن مٹی، لکڑی اور پتھر میں اخذ نور کی صلاحیت نہیں اور یہ جماعت مقدسہ امت کا خلاصہ ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو جو فیض حاصل ہوا ہے وہ دوسرے لوگوں کو حاصل نہیں ہو سکا

صحابہ کرام کی جماعت اپنے ان امتیازی اوصاف کے باعث امت کے لئے مقتداء اور ان کے عقائد واعمال کی صحت کے لئے " معیار حق " ہیں صحابہ کرام کا یہ منصب جلیل قران مجید سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء امت کے اقوال سے ثابت ہے ۔

۱ ۔ واذاقیل لہم امنو کما امن الناس قلوا انومن کماامن السفاء (البقرہ)

(ترجمہ)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ جیسا کہ لوگ ایمان لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لے آئیں جیسا کہ بیوقوف ایمان لائے ہیں

اس آیتہ کریمہ میں صحابہ کرام کے ایمان کو باقی امت کیلئے "معیار" کی حثیت میں پیش کیاگیا ہے اس لیے جس شخص کا ایمان ان کے ایمان کے ساتھ مشابہ ہوگا تو وہ معتبر ہے ورنہ نہیں اس حقیقت کے پیش نظر منافقین کا ایمان غیر معتبر ہے کیونکہ ان کے دعوائے ایمان میں صحابہ کے ایمان کے ساتھ تشابہ کا عنصر مفقود ہے چنانچہ قرآن مجید کی اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیاگیا ہے

(باقی آئندہ)

گردش جام

ابوسفیان تائب (حاصل پور)

میخانے کا جام بھی ہے اور صادق بھی کہلاتا ہے
دن کو جھومتا رہتا ہے اور رات کو گانا گاتا ہے
خود کہتا ہے پیتا ہوں اور جام پہ جام چڑھاتا ہے
پاک پوتر بننے کو پھر عمرہ بھی کر آتا ہے
مکاری سے لوگوں کی تعریف بہت وہ کرتا ہے
لیکن ان کی دولت پر دن رات وہ عیش اڑاتا ہے
واپس آجاتے ہیں مغوی چینی اور جاپانی بھی
چور اچکے ڈاکو سے بھی اس کا اچھا ناطہ ہے
مسلم لیگ کا ساتھی ہے نہ دشمن ہے وہ پی پی کا
اپنے مطلب کی خاطر جس کا چاہے بن جاتا ہے
مسلم لیگ کی گاڑی میں ہی پرزے ڈالے پی پی کے
رستے میں ہر بار اتر کر دھکا آپ لگاتا ہے
آزادی کی خاطر جو مستانے جانیں ہار گئے
ملک کے دشمن ہونے کا الزام یہ ان پر لاتا ہے
پکا یار تھا جام کا جس نے آدھا ملک ہی بیچ دیا
یہ معمولی بات ہے وہ اس بات سے کب شرماتا ہے
پیر پگاڑا جب بھی اپنی مونچھ کو تاؤ چڑھاتا ہے
بھیگی بلی بن کر اس کے قدموں کو چھو آتا ہے
میخانے کا جام کبھی جب آجاتا ہے مستی میں
مے خواروں کی محفل میں سُر تال سے بین بجاتا ہے

خادم حسین

زبان میری ہے بات ان کی

- وفاقی شرعی عدالت نے سود سے متعلق ۲۲ قوانین کو قرآن و سنت کے منافی قرار دیا ہے۔ وفاقی حکومت سپریم کورٹ میں فیصلے کو چیلنج کرے گی (ایک خبر)

خدا، رسول اور قرآن مجید کے دو ٹوک فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ اپیل سنے گی؟ تباہی کا انتظار کیجئے!

- حکومت صاف ستھری سیاست پر یقین رکھتی ہے (لالیکا)

جیسے ٹی وی پر صاف ستھرے حیا سے پاک پروگرام پیش کئے جاتے ہیں نیوز بلیٹن۔ ایک ٹن بلیاں۔ دکھائی جاتی ہیں۔

- چوہدری، نواب، جاگیردار، سرمایہ دار اور وڈیرے وسائل پر قابض ہیں (فضل الرحمٰن)

یہی بات احرار نے قبل از تقسیم کہی تھی مولانا آپ ان کے قریب کیوں گئے تھے

- تمام ارکان اسمبلی چور ہیں (اصغر خان)

میں لٹ گیا رام دہائی

- لغاری، طارق رحیم اور سلمان تاثیر کے قاضی حسین احمد سے مذاکرات (ایک خبر)

مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

- گھگھڑ پولیس نے ایک شخص کو گھر سے اغوا کیا اور درخت سے الٹا لٹکا کر مار دیا (ایک خبر)

پتہ نہیں پولیس والے دوزخ کے کس حصے میں جائیں گے۔

- ملک میں ایرانی طرز کا انقلاب لایا جائے (نصرت بھٹو)

ایران میں فاروقی طرز کا انقلاب لایا جائے۔

- پاکستان میں جمہوریت پروان چڑھ رہی ہے (امریکی جریدہ)

جمہوریت نہیں۔ مس جمہوریت پروان چڑھ رہی ہے۔

- عابدہ حسین کی امریکہ میں بطور سفیر تقرری کو ہائی کورٹ میں چیلنج۔ وہ گھڑ ریس کھیلتی ہیں۔ سر عام سگریٹ نوش کرتی ہیں۔ ان کی ڈانس کرتے تصاویر شائع ہو چکی ہیں (عبدالقدیر خاموش)

فدا ہوں میں تری کس کس ادا پر
ادائیں لاکھ اور بے چارہ دل ایک

- مہنگائی کی وجہ ہے کہ ہمارا آدھا گھی اور بہت سی گندم سمگل ہو جاتی ہے (شیخ رشید)

روتے کیوں ہو! اپنی نااہلی کا اقرار کرو؟

- یہ تاثر ختم ہونا چاہیے کہ عورت صرف سیکس سمبل ہے (عاصمہ جہانگیر)

بہرحال! پھول شاخ پر، بلبل باغ میں اور عورت گھر کے اندر ہی اچھی لگتی ہے۔ بی بی!

- جہلم میں مسجد کے زیر سایہ ویلفیئر میلے میں قمار بازی اور ناچ گانے کے خلاف احتجاجی جلوس (ایک خبر)

یہ باتیں اے سی ڈمی سی قسم کی مخلوق کو نظر نہیں آتیں؟ مسلمان تو وہ بھی ہیں۔

- "ہمیں قابل اعتماد کیوں نہیں سمجھا جاتا" (آئی جی پنجاب)

قابل اعتماد؟ پولیس کا محکمہ ختم کردیا جائے تو آدھے جرائم خود بخود ختم ہو جائیں جناب!

- وائٹ ہاؤس کے ۱۴ ارکان نشہ کرنے پر برطرف (ایک خبر)

اور پاکستان کے وائٹ ہاؤس کا تو معیار ہی نشہ ہے۔

- ایک عورت کے دھڑ پر میرا سر لگا کر تصویر تیار کی گئی اور کہا گیا کہ میں غیر مردوں کے ساتھ ناچتی ہوں (نصرت بھٹو)

ایک پاک باز، شب بیدار عورت پر بہتان ہے۔ طوفان ہے؟

- ساہیوال میں واپڈا کا لائن مین اور محکمہ ٹیلیفون کا کلرک رشوت لیتے ہوئے پکڑے گئے (ایک خبر)

اوپر حصہ نہیں دیا ہوگا

- آپ نماز پڑھ آئیں۔ اجلاس ملتوی نہیں ہوسکتا۔ (حافظ حسین احمد کو قائم مقام چیئرمین سینٹ بریگیڈیر ریٹائرڈ محمد حیات کا جواب)

ایسے اجلاس، واہیات پر ہزار لعنت — تبرّیٰ بے شمار۔ بکارِ ثواب

- افغانستان میں فوجیں بھیج کر اپنے ہاتھ جلائے۔ جس پر ہمیں خفت ہے (روسی وزیر خارجہ)

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا!

- آنٹی کو کچھ ہوا تو کوآپریٹو سکینڈل سے بڑا سکینڈل بنے گا

کئی شخصیات کی سیاسی زندگی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیگی (ببلی یا شانو، رپورٹ اقدس فاروق)

جس قوم کی بیٹی ہے تو اس قوم پر لعنت ہے تو

- قاضی حسین احمد نے آئی جے آئی سے علیحدگی کا اعلان کردیا (ایک خبر)

غربت تم کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ

- ہمارے سیاستدان خود سب سے بڑے تخریب کار ہیں (نواز شریف)

اور ہر تخریب کار ہر حکومت کا دلدار ہے

- ہر طرف مقابلہ ہے پیچھے رہ جانے والوں کو رعایت نہیں ملے گی (صدر اسحاق خان)

میری طرف دیکھو میں نے یہ مقابلے کس طرح جیتے ہیں کہاں سے کہاں پہنچا ہوں ابھی مجھے بہت آگے جانا ہے
وزیر اعظم سے علماء کے وفد کی ملاقات، اسلامی فلاحی مملکت کے لئے کئے جانے والے اقدامات کی تعریف
حضرت علی ہجویری (داتا گنج بخش) نے کشف المحجوب میں لکھا ہے۔

علماء امت کا ہر اول دستہ ہیں، جس طرح فوج کا ہر اول دستہ ہوتا ہے اگر ہر اول دستہ شکست کھا جائے تو باقی فوج بھی شکست سے دوچار ہوتی ہے اسی طرح اگر علماء اپنے مقام و منصب کو چھوڑ کر دنیا میں دھنس جائیں گے تو پوری امت بھی دنیا کے لالچ میں گھر کر رہ جائے گی۔

ملتان (نمائندہ نقیب)

ہم نے زندہ رہنے کیلئے جہاد کا راستہ منتخب کرلیا ہے

افغانستان میں کامیابی کے بعد کشمیر اور فلسطین میں جہاد کریں گے

مجاہد محمد ارشد شہید نے پیغام جہاد گھر گھر پہنچادیا ہے

دار بنی ہاشم میں حرکت الجہاد الاسلامی کے زیر اہتمام کانفرنس سے
مولانا سعادت اللہ، سید عطاء المحسن بخاری اور دیگر رہنماؤں کا خطاب

حرکت الجہاد الاسلامی عالمی، جہادِ افغانستان میں گزشتہ گیارہ برس سے دیگر مجاہدین کے شانہ بشانہ سرگرم عمل ہے۔ حضرت مولانا ارشاد احمد شہید رحمہ اللہ اس تنظیم کے بانی تھے جو اس راہ وفا میں اپنی جاں سے گزر گئے، حرکت الجہاد کی بنیادوں میں لاتعداد مجاہدین اسلام کا خونِ بے گناہی موجزن ہے جنہوں نے روسی استعمار کے خلاف سینہ سپر ہو کر اس جہادِ عظیم کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ حرکت الجہاد کے مجاہدوں نے اپنی بے مثال قربانی اور جدوجہد سے روسی درندوں کے دانت کھٹے کئے اور اسے عبرتناک شکست سے دوچار کر کے پوری دنیا میں ذلت و رسوائی کی علامت بنا دیا۔ ۲۴ نومبر کو مجلس احرارِ اسلام کی دعوت پر حرکت الجہاد کے مرکزی رہنما دار بنی ہاشم ملتان میں تشریف لائے اور حرکت الجہاد کے زیر اہتمام جہاد افغانستان میں شہید ہونے والے ملتان کے مجاہد محمد ارشد کی یاد میں جہاد کانفرنس سے خطاب کیا سٹیج سیکرٹری کے فرائض مجاہد مولوی عبیدالرحمن نے سر انجام دیئے۔ مجلس احرار اسلام کے ناظم اعلیٰ ابنِ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاءالمحسن بخاری مدظلہ نے مجاہدین کو خوش آمدید کہا اور اپنے استقبالیہ خطاب میں فرمایا کہ جہادِ افغانستان عصر حاضر کا سب سے بڑا معجزہ ہے جس نے پوری دنیا کو حیران و ششدر کر دیا ہے۔ دنیا بھر کے کفار و مشرکین اور دہریوں کو اس بات کی توقع نہ تھی کہ یہ چند گدڑی پوش، فقیر منش اور بے وسائل کمزور و ناتواں لوگ اتنی بڑی طاقت کو شکست و ہزیمت سے دوچار کر دیں گے۔ یہ فتح مجاہدین کے خلوص اور عزمِ مصمم کا نتیجہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ جہاد دینِ اسلام کا اہم رکن اور رسول اللہ کی سنت ہے۔ جسے ایک سازش کے ذریعے مسلمانوں کی دینی زندگی سے خارج کیا گیا مگر اللہ بھلا کرے ان مجاہدوں کا جنہوں نے اس جذبہ کو عملی صورت میں پھر زندہ و بیدار کر دیا۔ انگریز سامراج نے مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرایا تو اس سے سب سے پہلا جو "الہام" نشر کرایا وہ جہاد کی تنسیخ کا اعلان تھا۔ پھر نظام کے طور پر جمہوریت کو متعارف کرایا کیونکہ اس جذبے کو جمہوریت کے ذریعہ ہی ختم کیا جاسکتا تھا، نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور جمہوریت پر اللہ کی کروڑوں لعنتیں برسیں، جنہوں نے مسلمانوں کو اس جذبے سے محروم کرنے کی مکروہ سازش کی۔ شاہ جی نے فرمایا کہ پاکستان میں جمہوریت کے راستے سے اسلام کے نفاذ کی جدوجہد کرنے والوں کو پے در پے شکستوں سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ نفاذِ اسلام کے دو ہی راستے ہیں، تبلیغ اور جہاد تیسرا کوئی راستہ نہیں۔ تبلیغ کا کام کبھی نہیں رکا جبکہ جہاد رک گیا تھا، مجاہدین نے جہادِ افغانستان کے ذریعے دنیا بھر کے مسلمانوں کو جھنجوڑا ہے اور ان کے در دل پر دستک دی ہے، الحمدللہ وہ پہلے مرحلے میں کامیاب ہوئے ہیں، اللہ انہیں دوسرے مرحلے میں بھی کامیاب کرے۔ پاکستان کے دینی حلقے نفاذِ اسلام کیلئے جہاد کا راستہ اختیار کریں۔ انشاءاللہ فتح

مسلمانوں کو ہو گی۔ سیاست دان اسلام سے قطعاً مخلص نہیں بلکہ وہ مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا سبب بن رہے ہیں، علماء ان کی اقتداء میں چلنے کی بجائے اپنی قیادت کو منظم و متحد کریں اور تمام غیر اسلامی قوانین کی بساط لپیٹ دیں۔

حضرت شاہ جی نے مجاہدین کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

حرکت الجہاد الاسلامی کے مرکزی امیر حضرت مولانا سعادت اللہ صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ دشمن ہر محاذ پر شکست سے دوچار ہوا ہے اور اب وہ مجاہدین کو آپس میں لڑانا چاہتا ہے۔ لیکن انشاءاللہ وہ اس سازش میں بھی شکست و رسوائی کا منہ دیکھے گا افغانستان کی مکمل آزادی اور اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ مجاہدین کی منزل ہے، ہم تمام مشکلات و مصائب کے باوجود جہاد جاری رکھیں گے۔ روس نے ہماری سرزمین افغانستان میں مداخلت کر کے وہاں کا امن برباد کیا اور ظلم و ستم کے تمام حربے آزمائے مگر آج خود اپنے ملک میں کمیونزم کو دفنانے پر مجبور ہو گیا ہے۔ وہ ہمارا نام تک سننا گوارا نہ کرتا تھا مگر آج مذاکرات پر آمادہ ہے۔ یہ محض اللہ کا کرم، مجاہدین کے خلوص اور شہیدوں کے خونِ بے گناہی کا ثمر ہے۔

انہوں نے فرمایا کہ افغانستان کا نوے فیصد رقبہ ہمارے قبضہ میں ہے۔ جہاں اسلامی قوانین نافذ ہیں۔ تمام فیصلے شریعت کے مطابق ہوتے ہیں وہ دن دور نہیں جب کابل پر اسلام کا علم بلند ہو گا اور افغانستان میں مجاہدین اسلام کی حکومت ہو گی۔ مرکزی نائب کمانڈر نصر اللہ منصور صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ ہم میدانِ خطابت کے کھلاڑی نہیں، آپ دوستوں کے خلوص اور محبت نے مجھے یہاں لاکھڑا کیا ہے۔ ہم تو میدان جہاد کے شناور ہیں ہم فقیروں کے جوہر دیکھنے ہوں تو افغانستان کے سنگلاخ راستوں اور کہساروں میں چل کر دیکھئے۔ خود مشاہدہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کس طرح مدد کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے زندہ رہنے کیلئے جہاد کا راستہ ہمیشہ کیلئے منتخب کر لیا ہے۔ اس زندگی میں وہ سکون راحت اور لذت ہے جو صرف اسے اختیار کرنے سے ہی محسوس کی جاسکتی ہے۔ جسکے بیان کیلئے الفاظ نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک زندہ ہیں جہاد کرتے رہیں گے۔ افغانستان میں جہاد مکمل کر کے کشمیر اور فلسطین میں جہاد کریں گے۔ مسلمان اسی راستے سے اپنی عظمت رفتہ حاصل کر سکتے ہیں۔

کانفرنس سے مولانا عبدالرشید، مولانا عبدالقیوم مولانا عبدالرحمن، مولانا حفیظ الرحمن، مجاہد حبیب الرحمن، مجاہد عبدالستار، قاری محمد طاہر اور عبدالحلیم نے بھی خطاب کیا۔

تمام مقررین نے مجاہد محمد ارشد شہید کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ مقررین نے کہا کہ محمد ارشد شہید نے اپنی جان اس جہاد میں قربان کر کے مردہ دلوں کو زندہ کر دیا ہے اور سینکڑوں لوگوں تک پیغام جہاد پہنچا دیا ہے۔

کانفرنس میں شہید محمد ارشد کے والد گرامی نے بھی خطاب کیا۔

○

بقیہ از صفحہ ۲۱

حضرت عائشہ فرماتی ہیں "آپ کا خلق قرآن تھا" آپ نے حجۃ الوداع میں نسل انسانی کے حقوق کا منشور پہلی دفعہ اقوام عالم کو دیا جو بقول رابرٹ بریفورٹ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ بقول ہشیو می یہ سب کچھ اجتہاد نبویہ کی وجہ سے تھا۔ الغرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور میں فقہ و اجتہاد کی بنیاد رکھی اور دوسروں کی اس پر حوصلہ افزائی فرمائی اور بعض مواقع پر زبانی تحسین و تائید سے اس کی ضرورت اور اہمیت سمجھائی۔ آج بھی فقہ اسلامی کے نفاذ کی پاکستان میں اشد ضرورت ہے۔ اجتہاد وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔

فہیم اصغر
تلہ گنگ

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شعور و ادراک اتباعِ صحابہ کرامؓ کے بغیر ممکن نہیں

تلہ گنگ میں جلسۂ سیرت النبیؐ سے سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد اسحٰق سلیمی کا خطاب

گزشتہ دنوں مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے زیرِ اہتمام جامع مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر ایک جلسہ عام منعقد ہوا، جس میں ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے خطاب کیا۔ جلسہ کے آغاز میں مقامی جماعت کے کارکن مولوی محمد ابوذر کے علاوہ جماعت کے مرکزی مبلغ اور مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے بھی اظہار خیال کیا۔

سید کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ معاشرے میں عریانی، فحاشی، بے حیائی اور اخلاق باختگی کا عروج سیرتِ مطہرہ سے انحراف کا نتیجہ ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمیں اپنی زندگی کے تمام امور میں سیرت رسول علیہ السلام سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیئے جبکہ ہم نے دین کو صرف عبادات تک محدود کر کے باقی معاملات میں مغرب کے کفار و مشرکین کی زندگی کو معیار سمجھ لیا۔ مجموعی طور پر ہمارا معاشرہ تباہ ہو چکا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہر شخص اپنے تئیں ایک مسلک گھڑ کر بیٹھ گیا ہے اور اس کا اصرار ہے کہ اسے حق تسلیم کیا جائے اور صرف اسی کا مسلک دین ہے۔ پھر حادثہ یہ ہے کہ اس بات کو اصول ٹھہرا لیا گیا ہے کہ جو بات آپ کی عقل میں نہ آئے وہ خلافِ عقل ہے۔ حالانکہ یہ بات خود اہلِ عقل کے ہاں بھی قابلِ مذمت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے نبی کی سیرت تمام مسلمانوں کیلئے مشعلِ راہ ہے مگر اس سے آگاہی کیلئے صحابہ کرام کی اتباع و احترام ضروری ہے، کیونکہ صرف اور صرف وہی ہیں جو سیرت نبوی کے عینی شاہد ہیں اور ان کی امانت و دیانت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ السلام کو جو کرتے دیکھا اور جس کا حکم ملا وہ کر دکھایا۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا وہ اللہ سے راضی ہو گئے، مگر بعض لوگوں کی عقل میں صحابہ کرام کا مقام مشکوک ہو گیا ہے۔ چونکہ انہیں یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ ہر صحابی راشد ہے اس لئے وہ سب پر اپنی عقل ٹھونسنا چاہتے ہیں حالانکہ قرآنِ کریم نے تمام صحابہ کرامؓ کو راشد کہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ تاریخ اور سیرت دو مختلف عنوان ہیں۔ تاریخ بگڑ جاتی ہے یا بگاڑ دی جاتی ہے اور میرے پاس شواہد موجود ہیں خود مؤرخین نے اعتراف کیا ہے کہ ہر دور میں تاریخ بگاڑی گئی ہے۔ اس لئے تاریخ غیر معتبر ہے جبکہ سیرت معتبر ہے۔ کیونکہ سیرت کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کو محفوظ کر دیا ہے۔ عملی طور پر صحابہ کرام کی زندگیاں سیرت نبوی کا حسین نمونہ ہیں۔ اس لئے سیرت کو مو نہیں کیا جا سکتا جبکہ تاریخ ہر دور میں مشکوک رہی ہے۔ جو لوگ تاریخ کے سہارے صحابہ کرام کے مقام و منصب کو گدلا کرنے کی مردود و ناپاک سعی میں مصروف ہیں وہ یہ

(بقیہ صفحہ ۹ پر)

ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی

عہد نبویؐ کی خصوصیات اور اجتہادات

اسلامی قانون کے ارتقائی ادوار کو مورخین تاریخ فقہ نے مختلف ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ سر عبدالرحیم نے اسے چار ادوار' ڈاکٹر صبحی نے پانچ ادوار' ڈاکٹر مصطفیٰ احمد زرقا نے سات ادوار اور مصری عالم اور مورخ محمد خضری نے چھ ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا دور علامہ محمد خضری کی نظر میں

علامہ محمد الخضری نے تاریخ التشریع الاسلامی میں فقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ قرآن حکیم آپ کی ولادت کے اکتالیسویں سال سے آپ پر بتدریج نازل ہونا شروع ہوا یہاں تک کہ ۱۰ھ میں جبکہ آپ کی عمر کا تریسٹھواں سال تھا ۹ ذی الحجہ سورہ مائدہ اکمال دین اور اتمام نعمت والی آیت نازل ہوئی۔ اسی بنا پر نزول قرآن کے ابتدا وانتہا کی کل مدت علامہ خضری کے الفاظ میں ۲۲ سال دو مہینے اور ۲۲ دن بنتی ہے۔ فقہ اسلام کا بنیادی ماخذ قرآن ہے۔ قرآن حکیم دراصل شریعت اسلامی میں دستور کی حیثیت رکھتا ہے اور قانون شرعی کا اصل سرچشمہ ہے۔ اس میں ہر حکم کو اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے ان کی وضاحت فرمائی۔ آنحضرتؐ بطور حکم (جج) کے بھی فرائض سرانجام دیتے تھے اور مقدمات کا فیصلہ فرماتے تھے۔

قرآن مجید بطور ماخذ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیات احکام یعنی فقہی آیتیں اکثر ان واقعات کے جواب میں نازل ہوتی تھیں جو اسلامی سوسائٹی میں پیدا ہو جایا کرتے تھے مثلاً لوگ تم سے فتویٰ طلب کرتے ہیں کہہ دے کہ خدا تم کو کلالہ کے بارہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ اس قسم کی اور بھی بہت سی فقہی آیتیں ہیں جو سوال کے جواب میں نازل ہوئیں۔ نزول قرآن کے دو دور ہیں۔

(۱) قبل از ہجرت (۶۲۲ سے قبل)

(۲) ہجرت کے بعد (۶۲۲ سے ۶۳۲ تک)

آیات مکی بھی ہیں اور مدنی بھی۔ مکی آیات میں وحدانیت' قیامت اور اخلاق کی باتیں ہیں جبکہ فقہی مسائل اور احکام کی تفصیل زیادہ تر مدنی آیتوں میں دی گئی ہے۔

قرآن مجید انسانی حالات کی اصلاح کے لئے نازل کیا گیا۔ قرآن حکیم نے فقہی احکام میں تین چیزوں کو اپنا بنیادی اصول قرار دیا یعنی عدم حرج' قلت تکلیف اور تدریج۔ حدیث شریف میں آیا ہے "میں سہل اور سیدھے مذہب کو لیکر مبعوث ہوا ہوں"۔ آنحضرتؐ کی ولادت سے قبل عرب معاشرے کی حالت بگڑی ہوئی تھی اور جنگلی قانون کا دور دورہ تھا۔ آپ نے قرآن حکیم کی روشنی میں بتدریج جرائم (مثلاً شراب اور جوئے) سے مکمل طور پر منع فرما دیا۔ جملہ احکام قرآنیہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) عبادات (نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج)

(۲) بندوں کے باہمی معاملات' قوانین تحفظ دعوت اسلام یعنی جہاد' قوانین استقلال خاندان یعنی وہ احکام جو نکاح' طلاق' نسب اور وراثت سے متعلق ہیں۔ قوانین معاملات یعنی بیع اور اجارہ وغیرہ

(۳) قوانین تعزیری یعنی حدود و قصاص

حدیث کا مقام

حدیث سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال و افعال ہیں اور دوسروں کے وہ اعمال جن کو آپ نے قائم و برقرار رکھا۔ آپ شارح کلام الٰہی ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے

"اے رسول جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دے"

ایک اور جگہ ارشاد ہے

"اور ہم نے تیری طرف ذکر (قرآن) نازل کیا تاکہ تو لوگوں کے لئے کھول کر بیان کر دے جو ان کے لئے نازل کیا گیا ہے اور تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں"

آپ نے قرآن مجید کے مطالب کو قول و فعل سے بیان اور ادا فرمایا۔ آپ نے نماز ادا فرمائی اور فرمایا

"نماز ادا کرو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو"

آپ مشکل آیتوں کی تفسیر کرتے ہیں۔ قرآن حکیم نے آپ کی پیروی کو واجب قرار دیا۔ آپ نے احادیث میں نماز اور زکوٰۃ کی تشریح فرمائی۔ آپؐ ان چیزوں میں جو دو کھلی ہوئی چیزوں کے درمیان واقع ہیں اجتہاد فرماتے تھے اور چیزیں جو اصول و فروع کے درمیان دائر ہیں ان میں قیاس کرتے تھے۔ قرآن میں حلال و حرام چیزوں کا ذکر ہوا۔ آپ نے اجتہاداً ان کی توضیح کی۔

اجتہادات نبوی

آپ نے ہر درندہ جانور اور پنجہ دار چڑیا کو حرام قرار دیا اور پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت فرمائی۔ خدا نے پینے کی غیر نشی چیزوں کو حلال کیا اور نشی چیزوں کو حرام قرار دیا۔ آپ نے ہر نشی چیز حرام قرار دی۔ فرمایا

"وکل مسکر حرام"

احرام حج میں شکار کی ممانعت ہے حدیث میں رجوع بکفلہ کے متعلق تھے دونوں کو برابر کر دیا گیا قرآن میں سود حرام ہے۔ آپ نے احادیث میں مختلف الاجناس چیزوں کی خرید و فروخت کو بھی سود قرار دیا۔ خدا نے ماں بیٹی اور دو بہنوں کے نکاح کو حرام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ سے ایک ساتھ نیا سا نکاح کرنے کی ممانعت فرمائی۔

اجتہادات کی دیگر مثالیں درج ذیل ہیں۔

احکام دیت۔ خدا نے جان کی دیت تو بیان کر دی لیکن اطراف یعنی اعضاء کی دیت بیان نہیں کی اس لئے حدیث نے وضاحت کے ساتھ ان کی دیت کو بیان کر دیا۔ کتاب الام (جو امام شافعی نے تحریر کی) میں دیکھی جا سکتی ہے۔

عبادات۔ اکثر عملی احادیث میں زکوٰۃ، نماز اور حج کے احکام کی تشریح فرمائی اور صحابہ نے آپ سے یہ تعلیمات بالمشافہ اخذ کیں۔ حدیث نے عملاً اور چند نمازیں بتلائیں جو نفل ہیں مثلاً عیدین کی نماز۔ رمضان کے علاوہ سال میں اور جو روزے رکھے جاتے ہیں ان کو آپؐ نے مسنون قرار دیا۔ حج اور عمرہ میں تعلیمات کی توضیح فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ "مجھ سے اپنے ارکان سیکھو" زکوٰۃ کے نظام کی تشریح فرمائی ہو۔

دیگر معاملات۔ جہاد کا ذکر سورۃ نساء، سورۃ انفال اور سورہ حج و دیگر مقامات پر درج ہے آپ نے جنگی اصولوں کی تشریح، فرمائی، معاہدات باہمی کی توضیح فرمائی، ایران جنگ کا ذکر سورۃ قتال میں ہے۔ آپ نے چند مخصوص اسباب کی بناء پر بعض قیدیوں کے قتل کا حکم دیا مثلاً بدر میں عقبہ کے قتل کا حکم (جو مخالفین کی مدد کرتا تھا)۔ آپ نے غزوات (مثلاً بدر، احد وغیرہ) میں اپنے قول و فعل سے احکام قرآنی کی تشریح فرمائی۔

نظام عائلی۔ قرآن حکیم میں نظام عائلی (نکاح، رضاعت، طلاق وغیرہ) کا ذکر ہے۔ آپ نے حدیث میں بھی نکاح اور اضافہ تعداد امت کی خاص طور پر سخت ترغیب دی۔ رضاعت کی بناء پر نکاح کا حرام ہونا قرآن سے ثابت ہے آپؐ نے اس کی تشریح فرمائی۔ قرآن حکیم حقوق میں مرد اور عورت کے درمیان مساوات کا قائل ہے تاہم گھر کا سربراہ مرد ہی ہے۔ احادیث میں مردوں کو حسن معاشرت کا بہ کثرت حکم دیا گیا ہے۔ طلاق کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر نے جو قرآن کی خلاف ورزی کی تو آپ نے اسے ناپسند فرمایا اور حکم دیا کہ عدت کے پورے زمانے میں عورت سسرال قیام کرے۔ استیذان کے بارے میں سورۃ نور میں احکام موجود ہیں۔ آپ نے اس کی تفصیل اور احکام جاری فرمائے۔ آداب حجاب کی تفصیل بیان فرمائی۔

نظام وراثت و معاملات۔ آپ نے نظام وراثت اور معاملات میں احکام قرآنی کی تشریح بیان فرمائی۔

تعزیرات۔ قرآن میں پانچ سزائیں قصاص، حد زنا، حد قذف، حد سارق اور ڈاکہ کی سزا موجود ہے۔ آپ نے حدیث میں چھٹی سزا شراب نوشی کو دی۔ آپ نے نظام دیت کی توضیح کی اور بعض دیتوں کا ذمہ دار عاقلہ یعنی اہل قبیلہ یا اہل محلہ کو قرار دیا۔ سورۃ نور میں ارشاد ہے زانی کی سزا سو کوڑے ہے حدیث میں شادی شدہ زانی کی سزا رجم یعنی سنگسار مقرر فرمائی (صحیح مسلم ملاحظہ فرمائیں) حدیث میں مندرجہ بالا سزاؤں کو نافذ کرنے میں حاکم کو احتیاط کا حکم دیا گیا۔ بقول علامہ خضری "یہ وہ احکام ہیں جو خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل فرمائے تھے اور آپ کو حکم دیا گیا تھا کہ لوگوں تک ان کو پہنچا دیں اور ان کی توضیح و تشریح آپ خود فرمائیں۔ آپ نے ان احکام کی تبلیغ کی۔ عملی اور قولی حدیثوں سے ان کی تشریح فرما دی"

(بقیہ صفحہ ۱۸ پر)

پروفیسر محمد اکرام تائب

خدا کا شکر ہے اونچا سنائی دیتا ہے

تمہاری شکل سے سب کچھ دکھائی دیتا ہے
جو تیرے دل میں ہے مجھ کو سنائی دیتا ہے
کبھی تو دل کی صفائی کا حکم دے یارو
جو روز شہر میں حکم صفائی دیتا ہے
کسے خبر ہے کہ تکبیر بھی پڑھی کہ نہیں!
جو گوشت دوستو! ہم کو قصائی دیتا ہے
کسی کے بارے میں دل میں نہیں کوئی رنجش
خدا کا شکر ہے اونچا سنائی دیتا ہے
ہجوم حشر کا نقشہ بنی ہے یہ دنیا
جدا دکھائی جو بھائی سے بھائی دیتا ہے
وہ شخص تو ہے بہشتی کہ جو دسمبر میں
کسی غریب کو کوئی رضائی دیتا ہے
کوئی تو بات ہے دشمن کے دل میں اے تائب
جو مجھ کو زہر کے بدلے مٹھائی دیتا ہے

اظہار تعزیت و دعاءِ مغفرت

مجلس احرارِ اسلام چکڑالہ (ضلع میانوالی) کے نائب صدر جناب محمد امتیاز حسین کی والدہ ماجدہ گزشتہ دنوں رحلت فرما گئیں۔

بستی مولویاں ضلع رحیم یار خان میں ہمارے معاون محترم مولوی نعیم اللہ صاحب اور محترم حافظ محمد اسمٰعیل صاحب کے چچا زاد محترم مولوی محمد یعقوب صاحب ۱۸ نومبر کو انتقال فرما گئے۔ مرحوم کینسر کے عارضہ میں مبتلا تھے۔

نقیبِ ختم نبوت کے دیرینہ قاری اور ادارہ کے مخلص معاون جناب شاہد صدیق چوہان صاحب کے سسر اور خوش دامن صاحبہ گزشتہ دنوں یکے بعد دیگرے رحلت فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اراکین ادارہ تمام مرحومین کی مغفرت و بخشش کیلئے دعا گو ہیں اور پسماندگان کے غم میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین سے عفوو درگذر کا معاملہ فرمائیں اور درجات بلند فرمائیں۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ تمام مرحومین کیلئے دعاء مغفرت و ایصالِ ثواب کا خاص اہتمام فرمائیں

دعاءِ صحت

ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت کے رئیس التحریر ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی اہلیہ محترمہ گزشتہ ایک ماہ سے علیل ہیں۔ قارئین اور احرار کارکنوں سے درخواست ہے کہ وہ ان کی جلد اور مکمل صحت یابی کیلئے دعاء فرمائیں۔

ضیغم احرار حضرت شیخ حسام الدین رحمہ اللہ کے فرزندِ ارجمند محترم شیخ ریاض الدین صاحب کافی عرصہ سے علیل ہیں، اسی طرح ہمارے دیرینہ رفیق اور مہربان جناب حکیم ذوالقرنین صاحب بھی علیل ہیں۔ قارئین کرام ہر دو حضرات اور دیگر تمام مریضوں کی شفاء کیلئے دعاؤں کا خاص اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاء عطا فرمائے اور پریشانیاں دور فرمائے (آمین)

(ادارہ)

آپ کے عطیات: محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلسِ احرارِ اسلام کو دیجئے

بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک: اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی۔ ملتان

اھلِ سنّت کا روپ دھار کر رافضیّت وسبائیّت پھیلانے والے مذہبی بہروپیوں کا مکمّل

پوسٹ مارٹم معرکۂ حق وباطل میں ایک حق پرست عالمِ دین کی صدائے رستاخیز

فتنۂ سبائیت کے تابوت میں پہلا کیل ⊖ باطل کے ایوانوں میں رعد کی گونج

سبائی فتنہ

(جلد اوّل) مصنّف:۔ حضرت مولانا ابوریحان سیالکوٹی مدظلہٗ

ایک تہلکہ خیز کتاب ★ ایک علمی محاسبہ

جس میں ـــــ!

● اسلام کے خلاف یہودیوں، سبائیوں اور رافضیوں کی گھناؤنی سازشوں کو طشت ازبام کیا گیا ہے ● مقام ومنصبِ صحابہ کرامؓ کو مجروح کرنے والے سبائی ایجنٹوں اور رافضی گماشتوں کے مکروہ چہروں کی نقاب کشائی کی گئی ہے ● صحابہ کرامؓ کے بارے میں دو ذہنی پیدا کرنے والے نام نہاد تقدس مآبوں اور نسبتوں کے بُجاریوں کے فکری مغالطوں اور علمی بے مائگی کا بھرم کھول کر رکھ دیا ہے ● علم کے نام پر جہالت اور حق کے نام پر باطل افکار پھیلانے والوں کی فتنہ سامانیوں کو تار تار کر دیا گیا ہے۔ خلافتِ راشدہ اور خطاءِ اجتہادی جیسے اہم موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ صفحات: ۵۷۶، خوبصورت جلد، کمپیوٹر کتابت اعلیٰ طباعت۔ جنوری ۱۹۹۲ء میں منظرِ عام پر آ رہی ہے۔ اپنا آرڈر جلد ارسال کریں۔

بُخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی مُلتان

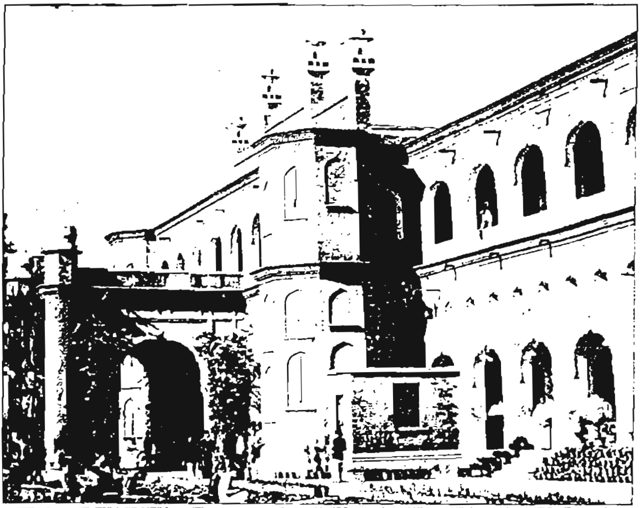

انصاف کے ایوانوں میں

قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی جائز ہے

لاہور ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ

ابتدائی کوائف

عنوان مقدمہ...... مرزا خورشید احمد و دیگر بنام حکومت پنجاب

مقدمہ نمبر...... رٹ پٹیشن نمبر 2089 لغایت 1989

فریق اول...... مرزا خورشید احمد و دیگر — اپیلانٹ

فریق ثانی...... حکومت پنجاب وغیرہ — مسئول الیہان

فریق اول کے وکلاء...... سی اے رحمان، مبشر لطیف احمد اور مجیب الرحمن ایڈووکیٹ

فریق دوم کے وکلاء...... مقبول الٰہی ملک' ایڈووکیٹ جنرل
ان کے معاونین این اے غازی' اے اے جی
ارشاد اللہ خان اور مسعود احمد خان ایڈووکیٹ

دیوانی متفرق...... درخواست نمبر 5377 لغایت 1989 کی پیروی ایم اسماعیل قریشی اور

دیوانی متفرق...... درخواست نمبر 2049 لغایت 1991ء میں رشید مرتضیٰ قریشی پیش ہوئے۔

تاریخ ہائے سماعت:۔ ۶' ۷' ۱۱' ۱۲' ۱۳' ۱۴' ۱۵' ۱۸' ۱۹' ۲۰' ۲۱' اور ۲۲ مئی ۱۹۹۱ء

فیصلہ کا اعلان...... مورخہ ۷ استمبر' ۱۹۹۱ء کو کیا گیا۔

---○○---

فیصلہ جسٹس خلیل الرحمان (جج)

۱۔ یہ رٹ پٹیشن سائلان مرزا خورشید اور حکیم خورشید احمد کی طرف سے دائر کی گئی جو احمدیہ برادری کے ارکان اور اس کی مرکزی و مقامی تنظیم کے عہدیداران ہونے کے دعویدار ہیں۔ اس آئینی درخواست میں اس امر کا فیصلہ کرنے کی استدعا کی گئی تھی کہ پنجاب کے ہوم سیکرٹری نے مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات پر پابندی کی بابت جو حکم صادر کیا نیز جھنگ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے مورخہ ۲۱ مارچ ۸۹ء کو زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری جو حکم جاری کیا گیا جس کی رو سے ضلع جھنگ کے قادیانیوں کو ایسی سرگرمیوں سے باز رہنے کی ہدایت کی گئی جو مذکورہ بالا حکم میں مذکور تھیں' بعد ازاں ربوہ کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء ایک حکم کے ذریعے احمدیہ جماعت ربوہ کے عہدیداران کو خبردار اور ہدایت کی کہ وہ شہر ربوہ میں لگائے گئے آرائشی گیٹ ہٹا دیں۔ جھنڈے اور چراغاں کے لئے لگائی گئی روشنی کی تار اتارلیں اور اس امر کی یقین دہانی کرائیں کہ دیواروں پر مزید اشتہار نہ لکھے جائیں ۔نیز یہ کہ ۲۱ مارچ ۸۹ء کو جاری کئے گئے حکم کی میعاد میں تاحکم ثانی توسیع کردی گئی ہے۔ یہ تمام اقدامات خلاف قانون و باطل ہیں اور ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ انہیں کالعدم قرار دیا جائے۔ یہ استدعا بھی کی گئی کہ مسئول الیہان کو اس امر کی ہدایت کی جائے کہ وہ سائلان کو ان واضح بنیادی و اساسی حقوق کے استعمال سے نہ روکیں جو سائلان کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل ۲۰ کی رو سے حاصل ہیں۔

۲۔ مذکورہ بالا احکام و ہدایات جاری کرنے کی استدعا اس دعویٰ پر مبنی ہے کہ احمدیہ جماعت کو جس کا قیام ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو عمل میں آیا تھا' قائم ہوئے سو سال ہوگئے ہیں۔ جماعت کی تشکیل

کے ۱۰۰ برس پورے ہونے پر دنیا بھر کے دوسرے احمدیوں کی طرح ربوہ کے احمدیوں نے بھی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء سے صد سالہ جشن کی تقریبات منانے کا فیصلہ کیا۔ ان تقریبات کو شایان شان طریقہ سے منانے کے لئے سائلان اور ربوہ کے دیگر شہریوں نے نئے ملبوسات زیب تن کرنے، بچوں میں مٹھائیاں بانٹنے، محتاجوں کو کھانا کھلانے اور بغرض اجلاس جمع ہونے کا پروگرام بنایا تاکہ جلسہ عام میں احمدیہ جماعت کی ۱۰۰ سالہ تاریخ کے اہم واقعات پر روشنی ڈالی جائے۔ مزید التجا کی گئی کہ اگر کوئی احمدی اپنی برادری کی بھلائی و خیر خواہی کے جذبہ کے تحت بانی جماعت احمدیہ اور ان کے جانشینوں کے مقام و مرتبہ کے بارے میں یا افریقہ اور دوسرے ممالک میں ان کی تبلیغی مساعی کے بارے میں اپنے بچوں کو کچھ بتائے تو ممکن ہے اس سے بعض متشدد اور متعصب لوگوں کے جذبات مجروح ہوں۔ گذارش کی گئی کہ قادیانیوں کو (جو خود کو احمدی کہتے ہیں) صد سالہ سالگرہ منانے سے روکنے کا کوئی قانونی جواز نہیں، ایسا کرنا ان کا بنیادی اور فطری حق ہے۔ کیونکہ یہ موقع ان کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مزید دعویٰ کیا گیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم میں کہیں مذکور نہیں کہ اس کے یقین کے مطابق اگر احمدیوں نے حسب پروگرام ربوہ میں صد سالہ جشن کی تقریبات منعقد کیں تو شہر میں نقص امن یا فرقہ وارانہ فسادات کے پھوٹ پڑنے کا خطرہ ہے۔

۴۔ درخواست میں جو دیگر موقف اختیار کئے گئے وہ یہ ہیں کہ ربوہ کی غالب اکثریت احمدیوں پر مشتمل ہے، وہ گاہ بگاہ ایک دوسرے کی خوشی و غمی میں شریک ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے دفعہ ۱۴۴ ض ف کے تحت جو کارروائی کی گئی، اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ مذکورہ بالا دلیل کی بنیاد پر دعویٰ کیا گیا کہ اس موقع پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو چاہئے تھا کہ احمدیوں کو جشن منانے سے باز رہنے کی ہدایت کرنے کے بجائے دوسروں کو خبردار کرتا کہ وہ ان تقریبات میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالیں، کیونکہ احمدیوں کو کسی ایسی سرگرمی سے نہیں روکا جا سکتا، جس کی ممانعت قانون میں نہ کی گئی ہو، مزید عرض کیا گیا کہ صوبائی حکومت کو یہ حکم جاری کرنے کی بجائے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو یہ ہدایت کرنی چاہئے تھی کہ ان متشدد عناصر کو، جو پاکستان میں احمدیوں کا وجود تک برداشت کرنے کو تیار نہیں، اور انہیں مرتد کہتے ہیں، احمدیوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے سے باز رکھا جائے اور ان کی تقریبات میں مخل ہونے سے روکا جائے۔ یہ گذارش بھی کی گئی کہ شہریوں کے حقوق کو محض اس بنا پر پامال کرنا قرین انصاف نہیں کہ چند متشدد یا با اثر افراد کی طرف سے گڑبڑ کا اندیشہ ہے۔ مزید عرض کیا گیا کہ احمدی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو نیز سال بھر کے دوران وقتاً فوقتاً جمع ہو کر جلسے کرنا چاہتے تھے جن میں اظہار تشکر کی خصوصی دعائیں کرنا، اللہ تعالیٰ کے ان احسانات اور نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا، جن سے گذشتہ صدی کے دوران انہیں نوازا گیا۔ بچوں اور نوجوانوں کو احمدیت کی راہ میں ان کے آباؤ اجداد کے ایثار و قربانی اور اس سلسلے میں ان پر عائد کی گئی پابندیوں اور نوجوانوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کرنا مقصود تھا۔

۴- زور دے کر یہ بات کہی گئی کہ ایسے جلسے منعقد کرنا اور دیگر افعال انجام دینا، جن کا پروگرام بنایا گیا تھا، احمدیہ برادری کے ہر رکن کا آئینی حق ہے۔ اس لئے حکومت کو ان کے انعقاد کو یقینی اور محفوظ بنانا چاہئے تھا۔ اس حق سے کسی کو اس بنا پر محروم نہیں کیا جا سکتا تھا کہ بعض اشخاص نے احتجاج و مزاحمت کی دھمکی دی تھی۔ فاضل وکیل نے دلیل پیش کی کہ اگرچہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کا حکم ۲۵ مارچ ۸۹ء کو زائد المیعاد ہو گیا اور اس حقیقت کے باوجود کہ اس میں توسیع نہیں کی گئی ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ نے غیر قانونی طور پر ۲۵ مارچ ۸۹ء کا حکم جاری کر دیا، جس میں متنازعہ فیہ ہدایات درج تھیں۔

سائلان نے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی غیر اسلامی سرگرمیوں پر (پابندی اور ممانعت) کے آرڈیننس ۱۹۸۴ء (۱۹۸۴ء کا ۲۰ واں) کے احکام کے تحت مجموعہ تعزیرات پاکستان میں داخل کی گئی نئی دفعہ ۲۹۸- سی کی وجہ جواز کو بھی اس بنا پر چیلنج کیا کہ اس سے دستور پاکستان کے آرٹیکل نمبر ۲۰ میں دیئے گئے بنیادی حق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مذکورہ آرٹیکل کے تحت ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کا حق دیا گیا ہے، بہرحال بحث کے دوران فاضل وکیل نے اس نکتہ پر یہ کہتے ہوئے زور نہیں دیا کہ یہ مسئلہ پہلے ہی سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ اور وہ اس کا فیصلہ ہونے تک انتظار کرنے کو تیار ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ سائلان کی طرف سے پیش ہونے والے تینوں وکلاء قادیانیوں کے عقیدہ کی "تبلیغ کے حق" پر یقین نہیں رکھتے کیونکہ انہوں نے اپنے استدلال اور موقف کو مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق تک محدود و مقید رکھا۔

۵- مقدمہ کے قانونی پہلوؤں پر دلائل پیش کرتے ہوئے مسٹر سی۔ اے۔ رحمان نے گذارش کی۔ قادیانیوں پر زیادہ سے زیادہ یہ پابندی لگائی جا سکتی تھی کہ وہ دوسرے لوگوں میں اپنے عقیدہ کی تبلیغ نہ کریں، لیکن انہیں عام جلسوں میں رسول اکرمؐ کی حیات طیبہ اور دوسرے مذہبی موضوعات پر تقاریر کرنے سے نہیں روکا جا سکتا تھا۔ انہوں نے مزید کہا ان تقاریر میں قادیانی جو حوالے دیتے ان کی تعبیر و تشریح ان کی کتب میں مذکور نقطہ نظر کے مطابق کی جاتی۔ حقیقت میں نہ تو پبلک تقاریب منعقد کرنی تھیں، نہ جلوس نکالے جانے تھے، نہ کوئی پمفلٹ تقسیم ہونے تھے، نہ ہی بینرز لگانے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ اس استدلال کی بناء پر انہوں نے عرض کیا کہ مذکورہ بالا طریقے سے ویسی تقریبات کے انعقاد کو روکا نہیں جا سکتا تھا کیونکہ دستور کے آرٹیکل ۱۶- ۱۹ اور ۲۰ کے تحت ہر شہری اور برادری کو اس حق کی ضمانت دی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کر سکتا ہے۔ نیز اپنی برادری کے بچوں یا افراد میں اپنے عقیدہ یا افکار کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ انہوں نے مزید عرض کیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم میں جو متنازعہ فیہ ہدایات درج تھیں انہیں ایک ایک کر کے پرکھا جائے یا اجتماعی طور پر جائزہ لیا جائے۔ ان سے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ان ہدایات کے ذریعے جو مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی گئی وہ بھی بنیادی حقوق سے متصادم تھا، اگرچہ جشن کا سال گزر گیا ہے۔ تاہم ان کی درخواست غیر موثر نہیں ہوتی

کیونکہ اس میں جس حق کا مطالبہ کیا گیا ہے وہ روزمرہ کے معمولات میں سے ہے اور اگر مذہب کی پیروی نیز اس پر عمل کرنے کے حق کی وسعت اور اس کی حدود کا تعین کر دیا جائے تو یہ چیز احمدیوں کے ساتھ ساتھ دوسرے شہریوں کو بھی درست لائحہ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دے گی۔

٦۔ فاضل وکیل نے مزید عرض کیا کہ جن امور کی شکایت کی گئی ہے۔ اگرچہ ان امور کی عام جلسہ اور عام مقامات پر انجام دہی کے حق سے انکار نہیں کیا جا سکتا، تاہم ان میں سے کوئی ایک کام بھی جائے عام پر کرنے کا پروگرام نہیں تھا۔ انہوں نے وضاحت سے بتایا کہ نہ تو کوئی ویسا پروگرام بنایا گیا تھا، نہ ہی ایسی تقاریر کرنے کا ارادہ تھا جس سے ملکی قانون کی خلاف ورزی ہوتی۔ اندریں حالات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا یہ کہنا مسلمانوں کی توہین کرتا ہے کہ ان تقریبات کے انعقاد پر مسلمان احتجاج اور برہمی کا اظہار کرتے یا اس سے امن عامہ میں خلل پڑتا۔ اگر مذکورہ بالا امور کی بجا آوری کے موقع پر، جو بصورت دیگر قانوناً" درست تھے، نقص امن کا اندیشہ تھا تو اس اندیشہ کو دور کرنے کی تدابیر اختیار کرنی چاہئے تھیں تاکہ قادیانیوں کو ان سے باز رہنے کی ہدایت کی جاتی۔ اپنے استدلال کی حمایت میں انہوں نے رامناد ضامن دیوا ستھانام تحصیلدار بنام کدار میرا امباتم (اے آئی آر ۱۹۳۲ مدراس ۲۹۴) متعلق بہ سری کانت آئر (اے آئی آر ۱۹۳۷ مدراس ۳۱۱) نیز مسماۃ جسودہ لیکھراج بنام ایمپرر (اے آئی آر ۱۹۳۹ سندھ ۱۶۷) کا حوالہ دیا۔

۷۔ آگے بڑھنے سے پیشتر ایک درخواست (دیوانی متفرق درخواست نمبر ۷۵۴۳ بابت ۱۹۸۹) پر ایک نظر ڈالنا مناسب ہو گا جو فریق مقدمہ بنائے جانے کی خاطر مولانا منظور احمد چنیوٹی کی طرف سے داخل کی گئی تھی تاکہ عدالت کے سامنے مسلمانوں کا نقطہ نظر بھی پیش کیا جا سکے کیونکہ دنیا کے مسلمان آنحضرتؐ کی قطعی اور غیر مشروط ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک مرزا غلام احمد بانی جماعت احمدیہ 'ایک مرتد و مکار شخص تھا۔ درخواست گزار نے گذارش کی کہ وہ اس مقدمہ کا ایک لازمی فریق ہے کیونکہ اس نے بین الاقوامی ختم نبوت مشن کے عہدیدار کی حیثیت سے احمدیوں کی متذکرہ بالا سرگرمیوں کا نوٹس لیتے ہوئے، جن سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کی خلاف ورزی کا خدشہ اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے بھڑکنے کا امکان تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نمائندہ مندوبین کی معیت میں حکومت پنجاب سے رابطہ قائم کیا۔ قادیانی جشن کے پروگرام کی بابت اپنی گہری تشویش و اضطراب سے آگاہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا تھا کہ ان تقریبات پر فوراً پابندی لگائی جائے، ورنہ ملک گیر سطح پر شدید ہنگامے شروع ہو جائیں گے یہ کہ حکومت پنجاب نے ان کے مطالبہ پر ہمدردانہ غور کرتے ہوئے سالگرہ کی تقریبات پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ درخواست ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کو زیر سماعت آئی۔ اس موقع پر سائلان کے فاضل وکلاء نے تجویز کیا کہ درخواست دہندہ کو اس سلسلہ میں بیان حلفی داخل کرنا چاہئے۔ اور یہ کہ فریق مقدمہ بنائے جانے کی درخواست پر اصل درخواست کے ساتھ غور کر لیا جائے۔ درخواست دہندہ کو بیان حلفی داخل کرنے کی اجازت دے دی گئی اور اس کی درخواست معہ اصل پٹیشن کی سماعت کے لئے تاریخ سماعت مقرر کر دی گئی۔

۸- فریق مقدمہ بنائے جانے کی ایسی ہی درخواست عبدالناصر گل نامی شخص کی طرف سے دی گئی تھی جو عیسائیت سے تعلق رکھتا ہے- وہ اس استدلال پر مبنی تھی کہ عیسائیت کے خلاف مرزا غلام احمد کی تقاریر اور اس کا لٹریچر تمام عیسائیوں کے نزدیک قابل مذمت اور نفرت انگیز ہے- درخواست دہندہ کے فاضل وکیل نے وضاحت سے بتایا کہ ان تقریبات کی مسلمہ غرض وغایت جماعت احمدیہ کی ۱۰۰ سالہ تاریخ کا اعادہ کرنا تھا' جس میں جماعت کی تحریروں اور ادب سے حوالے لازما" دیئے جاتے جن میں حضرت عیسیٰؑ اور عیسائیت کی بابت انتہائی قابل اعتراض اور توہین آمیز ریمارکس شامل ہیں- انہوں نے مزید کہا کہ مرزا غلام احمد نے مسیح موعود (وہ مسیح جن کی دوبارہ آمد کی بشارت دی گئی ہے) ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور اس کے پیرو اسے مسیح موعود مانتے ہیں- اس لئے عیسائیوں کے عقائد اور حضرت عیسیٰؑ کے عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے ایسے لغو دعویٰ کی تردید و تکذیب ضروری تھی- ان کی تحریروں میں حضرت عیسیٰ کے خلاف ملامت آمیز مواد نیز ان کے جلسوں اور تقریبات میں متوقع حملے عیسائی برادری کے غیض و غضب کا موجب بنتے- اس سے احمدیوں اور عیسائیوں کے مابین دشمنی و نفرت میں اضافہ ہوتا اور نقص امن کی سنگین صورتحال پیدا ہو جاتی-

۹- سائلان کے فاضل وکلا نے ہر دو درخواستوں کی مخالفت کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ان دونوں درخواستوں کو مزید دلائل سنے بغیر خارج کر دیا جائے- یہ بات قابل غور ہے کہ اس نکتہ پر اس وقت زور دیا گیا جب فاضل وکلا میں سے ایک اپنے دلائل مکمل کر چکے تھے اور فاضل ایڈووکیٹ جنرل کے دلائل کا آغاز ہو چکا تھا- اس درخواست کو ۱۳ مئی ۱۹۹۱ء کو صادر کردہ حکم کی رو سے نمٹایا گیا' جس میں کہا گیا تھا کہ :-

"اس مرحلہ پر فاضل وکیل سی اے رحمان نے بتایا کہ فریق مقدمہ بنائے جانے کی درخواست (سی ایم ۸۹/۷۷/۵۳) کا تصفیہ معاملہ کی مزید سماعت کرنے سے پہلے کر دیا جائے- یاد رہے کہ پٹیشن کی حمایت میں وہ اپنے دلائل پہلے ہی مکمل کر چکے ہیں- مسٹر مبشر لطیف احمد نے اپنے دلائل ختم کر لئے ہیں- اب مسئول الیہ اور درخواست گزار کو جواب دینا ہے"-

علاوہ بریں ۱۸ دسمبر ۱۸۸۹ء کے حکم میں کہا تھا کہ :- "درخواست دہندہ نے فریق مقدمہ بنائے جانے کی یہ درخواست مسئول الیہ کی حیثیت سے دی ہے- اس کی ایک نقل سائلان کے فاضل وکیل کو فراہم کر دی گئی ہے- انہوں نے تجویز کیا کہ درخواست دہندہ کو چاہئے کہ وہ اس سلسلے میں بیان حلفی داخل کرے' نیز یہ کہ اس کی درخواست کی سماعت پٹیشن کے ساتھ کی جائے- درخواست گزار کے فاضل وکیل نے تجویز سے اتفاق کیا کہ تحریری بیان داخل ہو لینے دیا جائے اور اس درخواست نیز اصل پٹیشن پر دلائل کا آغاز ۲۷ جنوری ۱۹۹۰ء سے کیا جائے-

اندریں حالات اس مرحلہ پر فریق مقدمہ بنائے جانے کی درخواست پیش کرنا دراصل کارروائی کو طول دینے کا ایک حربہ ہے جس سے پٹیشن میں اٹھایا گیا اصل معاملہ کھٹائی میں پڑ

جائے گا۔ پس اس معاملہ کا فیصلہ اصل پٹیشن کے ساتھ کیا جائے گا جیسا کہ خود فاضل وکیل نے تجویز کیا ہے 'مسئول الیہان اور دوسرے اپنے دلائل شروع کر سکتے ہیں'۔

۱۰۔ جہاں تک درخواست گزاروں کے بطور مسئول الیہان فریق مقدمہ بنائے جانے کا تعلق ہے۔ یہ بات قابل غور ہے۔ ابتدا میں فاضل وکیل کو جیسا کہ محسوس ہوتا ہے' درخواست کی سماعت پر کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ انہوں نے خود ہی تجویز پیش کی تھی کہ درخواست گزار کو پہلے تحریری بیان داخل کرنے کا موقع دیا جائے۔ درخواست گزار نے عام مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے قادیانیوں کے خیالات کی مخالفت اور صد سالہ جشن کی تقریبات پر زبردست احتجاج کیا تھا۔ جس کی بنا پر صوبائی حکومت نے ان تقریبات پر پابندی عائد کر دی تھی اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے زیر بحث امتناعی احکام جاری کئے تھے۔ درخواست گزار کا موقف یہ تھا کہ سماعت کے دوران ان کا موجود ہونا ضروری ہے تاکہ وہ یہ ثابت کر سکے کہ اندرون ملک قادیانیوں کا عام اجتماعات میں مذہبی موضوعات پر قادیانیت کے پردہ میں تبلیغ کرنا از روئے قانون ممنوع اور جرم ہے۔ عیسائی درخواست گزار کے فاضل وکیل نے بھی ایسا ہی موقف اختیار کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ قادیانیوں کی طرف سے مذہبی موضوعات پر بحث مباحثہ اندیشہ نقص امن پر منتج ہوتا کیونکہ ان کے افکار و تعلیمات نہ صرف مسلمانوں بلکہ عیسائیوں کے بھی مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے والی ثابت ہوئیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ صد سالہ سالگرہ کا سال گزر جانے کے باوجود اس درخواست پر اس لئے زور دیا جا رہا ہے کہ ان کے افکار و خیالات کی تبلیغ کے لئے مذہبی اجتماعات منعقد کرنے کے حق کا تعین کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا ممبران جماعت احمدیہ کے روزمرہ معمولات کا ایک حصہ ہے اور اس میں شک نہیں کہ روزمرہ معمولات کا حصہ ہونے کی بنا پر اس کا تعلق مسلمانوں' عیسائیوں اور دوسرے تمام شہریوں سے ہے۔ اس لئے وہ اس پٹیشن کے خلاف سنے جانے کے حقدار ہیں۔ چنانچہ دونوں درخواستیں برائے سماعت منظور کی جاتی ہیں اور درخواست گزاروں کو بطور مسئول الیہ مقدمہ کا فریق بنانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس طرح یہ دونوں درخواستیں نمٹا دی گئیں۔

۱۱۔ اب دوسری درخواست کو لیتے ہیں۔ سی ایم ۹۱/۲۰۵۱ اس وقت داخل کی گئی جب سائلان کے فاضل وکیل مسٹر سی۔ اے۔ رحمان نے اپنے دلائل مکمل کر لئے تھے۔ اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کے فاضل وکیل مسٹر اسماعیل قریشی نیز فاضل ایڈووکیٹ جنرل فریق مخالف کے وکیل کے پیش کردہ مباحث کے جواب میں کچھ معروضات پیش کر چکے تھے۔ فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے بحث شروع کرنے سے پہلے ایک فہرست داخل کی جو ظاہر کرتی تھی کہ وہ مرزا غلام احمد کے افکار کو کس کس موضوع کے تحت زیر بحث لائیں گے جیسا کہ وہ خیالات مرزا صاحب کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جنہیں صد سالہ جشن کی تقریبات میں دہرایا جانا تھا۔ انہوں نے واضح کیا کہ مرزا صاحب اور ان کے حواریوں کی یہ تحریریں جن کی نشاندہی عدالت میں پیش کردہ درخواست میں کی گئی ہے۔ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے مذہبی محسوسات کو مشتعل و مجروح کرنے والی

ہیں جو روز اول سے ان افکار و نگارشات کی مخالفت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ گذشتہ ۱۰۰ برسوں کے دوران انہوں نے مرزا صاحب کے کذب و افترٰی کو طشت از بام کرنے کے لئے قدم قدم پر قربانیاں دی ہیں۔ عام اجتماعات میں ایسے افکار کا تذکرہ و اعادہ نہ صرف ارتکاب جرم کے مترادف ہوتا بلکہ مسلمانوں میں وسیع پیمانہ پر شدید غم و غصہ کو ابھارنے کا سبب بنتا۔ اور اس سے نقص امن کو خطرہ لاحق ہونا ناگزیر ہو جاتا۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ جشن کی تقریبات منعقد کرنے' جماعت احمدیہ کی تاریخ کو دہرانے' مرزا صاحب کے مقام و حیثیت کو اجاگر کرنے اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے سے امن و امان کی صورتحال پر جو اثرات مرتب ہوتے انہیں تاریخی پس منظر میں دیکھنا چاہئے۔ جس میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا دستوری فیصلہ بھی شامل ہے۔ تاہم فاضل ایڈووکیٹ جنرل یا دوسرے وکلاء کی طرف سے مذکورہ بالا موضوعات کو زیر بحث لانے سے قبل ہی سائلان نے اس امر کی درخواست پیش کر دی کہ پٹیشن میں محض ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا گیا ہے اور یہ استدعا کی گئی ہے کہ ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کے حکم کو کالعدم ٹھہراتے ہوئے مسئول الیہان کو ہدایت کی جائے کہ وہ سائلان کے بنیادی حق کے استعمال میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔ لیکن ۸ مئی ۱۹۹۱ء کو اپنے دلائل کے دوران فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے اعتقادی اختلافات اور مذہبی مباحث چھیڑ دیئے۔ اپنی گذارشات میں جب انہوں نے سائلان کے ساتھ بعض عقائد منسوب کئے تو انہوں نے ان عقائد کو غلط فہمی پر مبنی قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔ درخواست کی تائید میں ایک حلفیہ بیان داخل کیا گیا جس میں کہا گیا تھا کہ قانونی مسائل کے تصفیہ میں عقیدہ و مسلک کی بات کرنا سراسر غیر متعلقہ اور خارج از بحث معاملہ ہے کیونکہ مذہبی بحث و مناظرہ کے لئے عدالت ہذا موزوں فورم نہیں ہے۔ رٹ پٹیشن میں کسی مذہبی عقیدہ کا فیصلہ یا اس کی بابت اعلان کرنے کی استدعا نہیں کی گئی' نہ ہی عدالت کو اس بارے میں اختیار حاصل ہے۔ یہاں فریق مخالف نے سائلان کے عقیدہ کی بابت غلط فہمی اور لاعلمی پر مبنی غلط دعوئے کئے ہیں۔ اس سے جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت و عداوت پھیلنے کا امکان ہے۔ عدالت میں جن الزامات کی تکرار کی گئی' وہ قومی اخبارات میں شائع کر دیئے گئے اور ان کی زبردست تشہیر دیکھنے میں آئی جس میں ان کے عقیدہ کو توہین آمیز طریقہ سے غلط رنگ میں پیش کیا گیا' مسئول الیہان عدالت ہذا کو احمدیہ برادری کی ذلت و رسوائی کا سامان بہم پہنچانے اور ان کے خلاف بغض و نفرت پھیلانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس موقف کی بنیاد پر استدعا کی گئی کہ بحث کو صرف قانونی مسائل تک محدود و مقید کیا جائے اور اس امر کی ہدایت جاری کی جائے کہ پریس میں طرفین کی درست' یکساں اور مساوی کوریج کو یقینی بنایا جائے۔ اس درخواست پر مسٹر مبشر لطیف احمد نے دلائل پیش کئے۔ انہوں نے گذارش کی کہ اس درخواست کا فیصلہ فاضل ایڈووکیٹ جنرل اور مسئول الیہان کے وکلاء کو دلائل شروع کرنے کی اجازت دینے سے پہلے کر دیا جائے۔

فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے اپنے دلائل میں قادیانی برادری کی ان تصنیفات کی نشاندہی کی جن کے حوالے سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ان کتابوں میں درج افکار و نظریات کا کھلے بندوں پرچار کرنے کی اجازت دے دی جاتی تو وہ تعزیرات پاکستان اور قانون کے تحت ارتکاب جرم کے مترادف ہوتی اور یہ چیز مسلمانوں کی بھاری اکثریت والے ملک میں ان کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنے کا موجب ہوتی اور فرقہ وارانہ فسادات کو ہوا دیتی' انہوں نے مزید کہا کہ عائد کردہ پابندی خود ان کے اپنے مفاد میں ہے' کیونکہ پبلک میں ان کے رویہ و عمل کا نتیجہ باہمی تصادم کی صورت میں نکلتا' جس سے خود ان کی سلامتی خطرے میں پڑ جاتی۔ انہوں نے وضاحت سے بتایا۔ سائلان اپنی پٹیشن میں خود کہہ چکے ہیں کہ ان اجتماعات میں مذہبی موضوعات بشمول رسول اکرمؐ کی سیرت پاک اور مرزا صاحب کے حالات زندگی کے بارے میں تقاریر ہوتی تھیں' اب وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اعتقادی اختلافات اور مذہبی مباحث پر گفتگو کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بانی جماعت احمدیہ اور اس کے حواریوں کی تعلیمات و تحریرات کی اشتعال انگیزی کو عریاں کرنا اعتقادی اختلافات کو چھیڑنا نہیں' بلکہ اس تباہ کن تاثر کو اجاگر کرنا مقصود تھا جو ان افکار و تعلیمات کے پرچار سے امن عامہ کی صورتحال پر مرتب ہوتے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ایسا کر کے وہ مذہبی عقیدہ سے متعلق سوالات حل کرانا چاہتے ہیں' حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے اراکین اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہیں۔ ان کا مذہب اچھا ہے یا برا' ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں' تاہم جب وہ اپنے عقیدہ پر اس طرح عمل کرنا چاہیں جو دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے یا ان کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرے' تو خواہ وہ ہوں یا کوئی اور' ملکی قانون کی نظر میں جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس لئے ان کی کتابوں کے ان مذہبی موضوعات سے عدالت کو آگاہ کرنا میرا حق ہے جو مذہبی احساسات کو برافروختہ کرنے والے ہیں اور ان کی نشرو اشاعت ارتکاب جرم کے مترادف ہے۔ اور زیر دفعہ ۱۴۴ احتیاطی تدابیر بروئے کار لانے کا جواز فراہم کرتے ہیں۔

۱۲۔ سائلان کی رٹ میں جو اعتراض کیا گیا اسے ان وجوہات کی بنا پر مسترد کر دیا گیا۔۔۔ جنہیں بعد ازاں قلمبند کیا جائے گا۔ فریقین کے فاضل وکلاء کو بتایا گیا کہ وہ یہ بات ثابت کرنے کے لئے مرزا صاحب اور اس کے حواریوں کی تعلیمات و افکار کے حوالے دے سکتے ہیں جیسا کہ وہ ان کی اصل تصانیف میں موجود ہیں کہ آیا وہ تحریریں مسلمانوں اور عیسائیوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے والی ہیں یا نہیں؟ نیز وہ زیر دفعہ ۱۴۴ کارروائی اور حکومت پنجاب کی طرف سے صد سالہ تقریبات پر لگائی گئی پابندی کا جواز فراہم کرتی ہیں یا نہیں؟ مذکورہ بالا حکم کی وجوہات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۳۔ سائلان کے فاضل وکیل مسٹر مبشر لطیف احمد نے اس دلیل کی تائید میں مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۹ کے حوالے سے کہا کہ عدالتیں مذہب سے متعلق تنازعات یا ایسے سوال کا فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں کہ آیا کسی شخص کا مذہب اچھا ہے یا برا؟ نہ ہی انہیں اعتقادی اختلافات یا

مذہبی مباحث کو نمٹانے کا اختیار حاصل ہے۔ جبکہ یہاں احمدیہ جماعت کی طرف سے مذہب کی تبلیغ کرنے کے حق کے بارے میں کوئی دعویٰ زیر بحث نہیں' نہ ہی اس کا فیصلہ کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔ یہ دلیل جس انداز میں پیش کی گئی ہے اس سے معاملہ کی وہ صورتحال سامنے نہیں آتی جیسی کہ رٹ میں ظاہر کی گئی ہے یا عدالت کے روبرو سوال اٹھایا گیا ہے۔

دراصل یہ درخواست اصل مسئلہ کو نگاہوں سے اوجھل کرنے کا ایک حربہ ہے۔ سائلان کا کیس یہ ہے کہ ان اجتماعات میں منجملہ دیگر امور کے' رسول اکرمؐ کی سیرت پاک وارشادات اور ان کے بارے میں مذہبی موضوعات پر اظہار خیال کیا جاتا تھا۔ انہوں نے سوال کیا۔ ایسے مباحث پر خواہ انہیں احمدی نقطہ نظر سے کیوں نہ پیش کیا جاتا' کیسے پابندی لگائی جاسکتی ہے؟ فاضل وکیل کے مطابق ان تقریبات میں تمام کام قانون کے دائرہ میں کئے جانے تھے۔ مسئول الیہان کے بقول ان ہر دو دلائل کے بطلان کے لئے بانی جماعت احمدیہ کی اصل' مستند اور معروف و مسلمہ کتابوں میں درج افکار و تعلیمات کا حوالہ دینا ضروری تھا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ وہ محض چند متشدد لوگ تھے جن کی طرف سے ناموافق ردعمل کا اظہار کیا جاتا یا امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوتا۔ احمدیہ مذہب کی پوری تاریخ اور برصغیر کے مسلمانوں کی طرف سے اس کی جو شدید مخالفت کی گئی' وہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ محض مٹھی بھر متعصب آدمی نہیں جو ان کی مزاحمت پر کمربستہ ہیں بلکہ عامتہ المسلمین قادیانیوں کے افکار و نظریات کو اپنے مذہب اور مذہبی جذبات کی توہین کرنے والا سمجھتے ہیں۔ ان کی کتابوں سے حوالے دینے کا مقصد یہ تھا کہ ان پہلوؤں کو نمایاں کیا جائے اور اوپر نقل کردہ دونوں دلیلوں کا توڑ کیا جائے۔ اس سے یہ ثابت کرنا ہرگز مطلوب نہیں کہ سائلان کا مذہب اچھا ہے یا برا' یا یہ کہ وہ اپنے مذہب کی پیروی یا اس پر عمل کرنے کے مجاز نہیں' نہ ہی اعتقادی اختلافات کا حل تلاش کرنے کی غرض سے مذہبی بحث چھیڑنا مقصود تھا۔ قادیانیوں کے ساتھ مذہبی بحث و مناظرہ میں پڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مرزا صاحب نے جس قسم کے مذہب کی تلقین و تبلیغ کی اور قادیانی جس مذہب کے پیروکار اور روفادار ہیں۔ رسول اکرمؐ کے زمانہ سے لے کر اب تک تمام ممالک کے مسلمان اسے اسلام کے اساسی نکات کے خلاف گستاخانہ توہین آمیز' اشتعال انگیز' گمراہ کن اور بے ادبی پر مبنی سمجھتے آئے ہیں۔ وہ تمام مسلمان جو اسلام اور ختم نبوت کے مابین قائم رشتہ و تعلق میں کسی مداخلت کے روادار نہیں' مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے سخت برگشتہ ہیں اور اسے یکسر مسترد کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی یا غیر احمدی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنی علیحدہ امت بنالی ہے جو امت مسلمہ کا حصہ نہیں' یہ چیز خود ان کے طرز عمل اور عقائد سے ثابت ہے' وہ خود کو

مسلمانوں کے نعم البدل کے طور پر پیش کرتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنی ملت سے خارج گردانتے ہیں۔ احمدی لوگ حکومت برطانیہ کے زیر سایہ خود کو مسلمان ظاہر کرسکتے تھے' اب ایسا نہیں کرسکتے۔ کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک مرزا غلام احمد امت مسلمہ میں انتشار و تفریق پیدا کرکے انگریزوں کے مفادات کے لئے کام کرتا رہا تھا۔ امت مسلمہ کے اتحاد و یکجہتی کے

متعلق اسلامی معاشرہ کے عظیم اصحاب فضل و کمال کی آراء کا نچوڑ یہ ہے کہ "یہ امت محض عقیدہ ختم کی بدولت انتشار سے محفوظ ہے"۔ انہوں نے مزید کہا۔ اگر کسی قوم کی یک جہتی کو خطرہ لاحق ہو جائے تو اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ وہ انتشار و تفریق پیدا کرنے والی قوتوں کے خلاف اپنا دفاع کرے اور حفاظت خود اختیاری کا طریقہ اس کے سوا اور کونسا ہو سکتا ہے کہ متنازعہ تحریروں اور ایسے شخص کے دعاوی کی تردید و تکذیب کی جائے جسے مورث قوم ایک مذہبی زمانہ ساز اور عیار سمجھتی ہے؟ کیا ایسی صورت میں اس مورث قوم کو جس کی یک جہتی معرض خطر میں پڑ چکی ہو، تحمل و رواداری کی تلقین کرنا اور باغی گروپ کو بلا خوف و خطر اپنا پروپیگنڈہ جاری رکھنے کی اجازت دینا قرین انصاف ہو سکتا ہے؟ جبکہ وہ پروپیگنڈہ مورث قوم کے نزدیک انتہائی غلیظ و بیہودہ ہو"۔

(Thoughts and Reflections of Iqbal P-263)

مسلمانوں اور احمدیوں کے مابین کوئی نقطہ اشتراک نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ نبوت و رسالت رسول اکرمؐ پر ختم ہو گئی، اس کے برعکس احمدی مرزا صاحب کو نیا نبی مانتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ احمدی زیر اعتراض افکار یا استدلال کی جو وضاحت پیش کرتے ہیں کہ ان افکار کی تعبیر و تشریح ایک مخصوص طریقہ سے کی جانی چاہئے۔ اور انہیں ایک خاص زاویہ نظر سے دیکھا جانا چاہئے تاکہ انہیں اسلامی احکام کے موافق بنایا جا سکے۔ ان کی گہرائی میں اترنے کی ضرورت نہیں۔ ایسا کیا جائے تو اعتقادی اختلافات کو ہوا دینے کا الزام لگ جاتا ہے۔ دوسرے ان وضاحتوں، جوازات اور عبارات کو امت مسلمہ کب کا مسترد کر چکی ہے۔ پس اس دعویٰ میں کوئی وزن نہیں کہ ان افکار و خیالات سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگنے کا کوئی احتمال نہیں۔ یہ استدلال کہ اگر کسی شخص یا جماعت اشخاص کا عقیدہ زیر بحث ہو تو اس عقیدہ کی بابت مذکورہ بالا شخص یا اشخاص کے اختیار کردہ موقف یا پوزیشن کو اس گروپ میں مروجہ مفہوم کے حوالہ سے اس کی تصدیق کرنا لازم ہوتا ہے اور یہ کہ انفرادی مخصوص خیال یا رائے کو اس شخص یا اشخاص کے موقف یا نقطہ نظر کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا۔ بیان کی حد تک تو بڑا اچھا لگتا ہے تاہم یہ استدلال زیر بحث صورتحال پر منطبق نہیں ہوتا کیونکہ مسئلہ کسی خیال یا عقیدہ کو ذاتی طور پر اپنانے کا نہیں، بلکہ اس کی اعلانیہ تبلیغ و پرچار کرنے یا ایسے طریقہ سے اس کی پیروی کرنے کا ہے۔ جس میں تشہیر و اشاعت کو نمایاں دخل ہو، علاوہ ازیں ان عبارات و افکار کی جو وضاحتیں اور جواز پیش کیا جاتا ہے۔ مسئول الیہم حکام ان پر نہیں جاتے، وہ واقعاتی پوزیشن کو ہی تسلیم کرتی ہیں۔ اگر ان کی رائے میں معقول وجوہ موجود ہوں تو وہ متعلقہ قانون کے احکام (دفعہ ۲۹۸ ض ف) کے تحت کارروائی کر گزرتے ہیں۔ یاد رہے اس مرحلہ پر سائلان کے فاضل وکیل نے کتابوں کی فوٹو سٹیٹ نقول پیش کرنے پر یہ کہہ کر اعتراض کیا کہ جن کتابوں سے یہ اقتباسات لئے گئے ہیں۔ وہ کتابیں پیش کی جانی چاہئے تھیں۔ جب مسئول الیہان نے اصل کتابیں پیش کر دیں تو فاضل وکیل سے کہا گیا اگر وہ چاہیں تو ایسی کتب کی ایک فہرست دے دیں جنہیں

اقتباسات کے سلسلہ میں وہ دیکھنا چاہتے ہیں' نہ کبھی وہ فہرست داخل کی گئی نہ ہی زبانی طور پر ایسی اغلاط و عبارات کی نشاندہی کی گئی۔ اس کے برعکس مسٹر مجیب الرحمٰن جنہوں نے اس پہلو پر مقدمہ کی پیروی کی' یہ ذمہ داری سائلان پر ڈال دی' انہوں نے خود کو اس کے پیش کرنے کا پابند نہیں سمجھا۔

۱۴۔ سائلان کے فاضل وکلاء نے مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۹ کا جو حوالہ دیا ہے' وہ غیر متعلق اور بے محل ہے۔ یہ دفعہ دیوانی عدالتوں کے اس عمومی اختیار سماعت سے بحث کرتی ہے جس کے تحت وہ دیوانی نوعیت کے مقدمات کی سماعت کرتی ہیں۔ اس کے اختتام پر جو "تشریح" درج ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ایسے مقدمات جن میں مذہبی رسوم یا تقریبات سے متعلق مسائل شامل ہوں' محض دیوانی نوعیت کے مقدمے نہیں ہوتے' جب تک ان سوالات سے کوئی مالکانہ حق یا حصول منصب کا حق پیوستہ نہ ہو۔ عدالت کے سامنے ایسا کوئی سوال نہیں اٹھایا گیا۔ یہ ایسی رٹ پٹیشن ہے جو دستور کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت عدالت ہذا کو حاصل غیر معمولی آئینی اختیار سماعت سے دادرسی کی خواہاں ہے۔ اس رٹ میں دستور میں شامل بنیادی حقوق کے حوالہ سے وہ احکام و ہدایات جاری کرنے کی استدعا کی گئی ہے اس میں کسی مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق سے مدد لی گئی جبکہ مذہب اور افکار و خیالات کی تبلیغ کرنے کے حق سے مدد نہیں مانگی گئی' نہ ہی اس پر زور دیا گیا۔ بلکہ قصداً اپنے دلائل اس حد تک محدود رکھے۔ اس سیاق و سباق میں مسئول الیہان نے ان دلائل کا جواب دینے کی ضرورت محسوس کی اور یہ ثابت کرنا چاہا کہ اگرچہ یہاں تبلیغ مذہب کا حق زیر بحث نہیں' تاہم جو موقف اختیار کیا گیا جو دلائل پیش کئے گئے اور جس دادرسی کی استدعا کی گئی' اگر وہ عطا کردی جاتی تو اس کا نتیجہ لازماً" یہ نکلتا کہ قادیانی مذہب اور زیر اعتراض افکار و نظریات کی اعلانیہ یا پوشیدہ بے خوف و خطر تبلیغ یقینی بن جاتی۔ پس جو سولات اٹھائے گئے ہیں' ان پر کسی دیوانی عدالت میں زیر دفعہ ضابطہ دیوانی زور نہیں دیا جا رہا ہے۔ اس مرحلے پر یہ واضح کرنا مناسب ہوگا کہ سائلان کے فاضل وکلاء نے عرض کیا تھا کہ زیر بحث مسئلہ صد سالہ جشن کا سال گزر جانے کے باوجود ایک جیتا جاگتا مسئلہ ہے۔ اگر ان کے حسب پروگرام تقریبات منانے کا مطالبہ مان لیا جائے اور عدالت کی طرف سے اس بارے میں حکم صادر کردیا جائے تو وہ ان تقریبات کو اب بھی منعقد کرسکتے ہیں۔ اس لئے عدالت کو مذکورہ بالا سیاق و سباق میں اٹھائے گئے سولات کا تجزیہ کرنا پڑا۔ فاضل وکلا کو مکمل آزادی دی گئی کہ وہ جتنی دیر چاہیں دعاوی اور دلائل پیش کریں۔ بشرطیکہ وہ مذکورہ بالا سیاق و سباق سے متعلقہ ہوں' ان سے باہر نہ ہوں۔ البتہ ان افکار و خیالات اور وضاحتوں کے اخلاقی پہلو کی بابت جو ان زیر بحث افکار کے جواز کو ثابت کرنے کی غرض سے کیے گئے' ان کی اجازت نہیں دی گئی۔ کیونکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور صوبائی حکومت کو ان جوازات میں جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ وضاحت کہ پچھلی پوری صدی کے دوران مسلمانوں نے مرزا صاحب کے عقائد اور تعلیمات کو غلط سمجھا یا انہیں غلط معنے پہنائے اور اب ان کی تصحیح کی جا سکتی ہے۔ معاملہ کی موجودہ صورتحال کے سیاق و

سباق میں غیر متعلقہ ہے۔ یہاں یہ بتانا مناسب ہو گا کہ یہ ساری وضاحتیں اور جوازات معہ زیر اعتراض افکار مجیب الرحمٰن بنام وفاق پاکستان (پی ایل ڈی ۱۹۸۵ء ایف ایس سی (۸) نامی مقدمہ میں پیش کی جا چکی ہیں۔ جن پر وفاقی شرعی عدالت نے ان پر پوری طرح غور و خوض کیا اور اپنے فیصلہ میں ان کی بابت اپنی رائے کا اظہار کیا۔ یہ فیصل شدہ اور مسلمہ معاملہ ہے۔ عدالت ہذا بھی اسے تسلیم کرنے کی پابند ہے۔ مذکورہ بالا عدالت نے اپنے فیصلہ کے صفحہ ۸۲ پر درج ذیل رائے کا اظہار کیا تھا:۔

"پس یہ بات شک و شبہ کے ادنیٰ شائبہ کے بغیر ثابت ہو چکی ہے۔ جیسا کہ سر ظفر اللہ خان نے کہا تھا:۔ "یا تو پاکستان میں رہنے والی اکثریت کے لوگ کافر ہیں یا پھر قادیانی کافر ہیں"۔ جس کے معنے یہ ہوئے کہ یہ دونوں ملتیں ایک نہیں ہو سکتیں اور مسلمان و قادیانی ایک امت کے فرد نہیں بن سکتے۔ دونوں کے مابین کوئی نقطہ اشتراک و اتحاد نہیں' کیونکہ مسلمان ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان رکھتے ہیں جبکہ قادیانی اس کے قائل نہیں' وہ مسلمانوں کے برعکس مرزا صاحب کو ایک نیا نبی مانتے ہیں........

اس سے ظاہر ہوا کہ یہ دونوں ایک ہی امت سے تعلق نہیں رکھتے۔ اس سوال کو حل نہیں کیا گیا کہ دونوں گروہوں میں سے کونسا اصل مسلمان ہے۔ کیونکہ برطانوی ہند میں اس کا فیصلہ کرنے کے لئے کوئی فورم موجود نہیں تھا۔ تاہم ایک اسلامی ریاست میں جہاں اس مسئلہ کو طے کرنے والے ادارے موجود ہیں' اسے حل کرنے میں کوئی دشواری نہیں۔

مجلس دستور ساز کے علاوہ وفاقی شرعی عدالت بھی اسے حل کرنے کی قانوناً" مجاز ہے"۔

پس ثابت ہوا کہ مسلمان اور احمدی دو الگ اور جداگانہ وجود ہیں۔ جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کی کتب سے حوالے پیش کرنا ان دونوں علیحدہ و جداگانہ ملتوں میں امتیاز و تفریق کے لئے بلکہ زیر بحث احکام و ہدایات جاری کرنے کی ضرورت جواز کو ثابت کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر متفرق درخواست (سی۔ ایم۔ ۸۹ ر ۲۰۴۹) خارج کی جاتی ہے۔

۱۵۔۔۔ اب اس متنازعہ فیہ مسئلہ پٹیشن کے متنازعہ معاملہ کو میرٹ پر جانچنے کا مرحلہ آگیا ہے سائلان نے اپنی رٹ میں حسب ذیل کو چیلنج کیا ہے یعنی:

۱۔۔۔ صوبائی حکومت کی طرف سے ۲۰ مارچ ۸۹ء کو صادر کردہ حکم جس کی رو سے صد سالہ جشن کی ان تقریبات پر پابندی لگائی گئی جن کا اعلان اور تشہیر احمدیہ برادری کی مقامی تنظیم کے عہدیداران نے کی تھی۔

۲۔۔۔ جھنگ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو زیر دفعہ ۱۴۴ جاری کردہ حکم اور

۳۔۔۔ ربوہ کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کی طرف سے ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو جاری کیا گیا حکم مذکورہ

بالا احکام کو منجملہ دیگر امور کے 'ان وجوہات کی بناء پر چیلنج کیا گیا تھا کہ عائد کردہ پابندی آئین کے آرٹیکل ۲۰ میں ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے بنیادی حق کی ضمانت دی گئی ہے' یہ پابندی اس حق کو پامال کرتی ہے نیز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے زیر دفعہ ۱۴۴ جو حکم جاری کیا تھا وہ خلاف قانون ناجائز' بے موقع اور دخل در معقولات کے مترادف ہے۔ چونکہ رٹ میں اصل حملہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کے احکام پر کیا گیا تھا اس لئے بغرض حوالہ اور استفادہ دونوں حکم ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ۲۱ مارچ ۸۹ء کو جو حکم جاری کیا اس میں کہا گیا تھا:

"چونکہ مجھ پر واضح اور عیاں کیا گیا ہے کہ ضلع جھنگ کے قادیانی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو قادیانیت کے صد سالہ جشن کی تقریبات منعقد کرنے والے ہیں' جس کے لئے انہوں نے عمارتوں پر چراغاں' مکانوں کی سجاوٹ آرائشی دروازوں کی تیاری' جلوسوں کا اہتمام' جلسوں کے انعقاد' پمفلٹوں کی تقسیم' دیواروں پر پوسٹروں کی چسپائی' مٹھائیوں کی تقسیم' خصوصی کھانوں کا انتظام' بیجوں' جھنڈیوں اور جھنڈوں کی نمائش وغیرہ کا بندوبست کر لیا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے اس پر شدید اعتراضات واحتجاج کا سلسلہ جاری ہے اور اس سے عام لوگوں کے امن وامان اور سکون واطمینان میں خلل پڑنے کا قوی امکان ہے جس سے انسانی جان و مال کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اور چونکہ حکومت پنجاب کے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے مورخہ ۲۰ مارچ ۸۹ء ٹیلی فون پر پیغام نمبرے آئی۔ ایچ۔ ایس پی ایل ۸۸ر ۱۱۱ کے ذریعے ان تقریبات پر پورے پنجاب میں پابندی لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔

اور چونکہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔ سی میں کہا گیا ہے کہ قادیانی گروپ کا کوئی شخص جو خود کو اعلانیہ یا بصورت مسلمان ظاہر کرے' کہلائے یا اپنا مذہب اسلام بتائے' اپنے مذہب کی دوسروں میں تبلیغ کرے' یا انہیں زبانی یا تحریری طور پر اسے قبول کرنے کی دعوت دے' یا کوئی اور طریقہ' خواہ کوئی بھی ہو' بروئے کار لائے' جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل ہوتے ہوں' وہ موجب تعزیر ہوگا۔

اور چونکہ میری رائے میں نیز حکومت پنجاب کے فیصلہ اور مجموعہ تعزیرات پاکستان کے احکام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ فوری روک تھام مناسب ہوگی اور دفعہ ۱۴۴ کے تحت کارروائی کی معقول وجوہ موجود ہیں اور ذیل میں درج کی گئی ہدایات انسانی جان و مال کو لاحق خطرہ نیز امن عامہ اور سکون واطمینان میں پڑنے والے خلل کی روک تھام کے لئے ضروری ہیں۔ اس لئے اب میں چودھری محمد سلیم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ضلع

جھنگ میں بسنے والے قادیانیوں کو مندرجہ ذیل سرگرمیوں سے باز رہنے کی ہدایت کرتا ہوں۔

(i) عمارتوں اور احاطوں پر چراغاں
(ii) آرائشی گیٹ لگانا۔
(iii) جلوس اور جلسوں کا انعقاد۔
(iv) لاؤڈ سپیکر یا میگا فون کا استعمال۔
(v) نعرے بازی۔
(vi) بیجوں' جھنڈوں اور جھنڈیوں کی نمائش۔
(vii) پمفلٹوں کی تقسیم' دیواروں پر پوسٹروں کی چسپائی نیز دیواروں پر اشتہاروں کی لکھائی'
(viii) مٹھائیوں اور اشیائے خورد و نوش کی تقسیم۔
(ix) کوئی اور سرگرمی جو براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل یا مجروح کرے۔ یہ حکم فوری طور پر نافذ ہو گا اور دو ماہ تک موثر رہے گا۔

اس حکم کی میعاد ختم ہو جانے کے باوجود ہر کام جو کیا جائے' ہر قدم جو اٹھایا جائے' ہر فعل جو انجام دیا جائے' ہر فرض یا ذمہ داری جو عائد کی جائے' تعزیر یا سزا یا زیر التوا تفتیش' تحقیقات یا کارروائی' تفویض کردہ اختیارات سماعت یا اختیارات' درجہ اول کے مجسٹریٹوں کی عدالت میں خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف ہونے والی تازہ کارروائی اور اس حکم کی تنفید کے دوران ارتکاب کردہ جرائم پر دی گئی سزا جاری رہے گی یا شروع رہے گی اور یہ تصور کیا جائے گا کو یا یہ حکم زائد المیعاد نہیں ہوا۔ اس حکم کی ڈھول بجا کر' سرکاری جریدہ میں شائع کر کے ضلع کی عدالتوں' ایس پی جھنگ' اسسٹنٹ کمشنر' تحصیل دار کے دفاتر' میونسپل اور ٹاؤن کمیٹی نیز ضلع کے تمام تھانوں میں نوٹس بورڈز پر چسپاں کر کے وسیع پیمانہ پر تشہیر کی جائے گی۔

"آج مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو میرے دستخطوں اور عدالت کی مہر کے ساتھ جاری کیا گیا۔"

۲۸--- ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ نے ۲۱ مارچ کو حسب ذیل حکم جاری کیا تھا:

"ابھی ابھی اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ نے بذریعہ ٹیلی فون اطلاع دی ہے کہ نوٹیفکیشن نمبر ۱۹۰۵ مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء میں مزید توسیع کر دی گئی ہے اور یہ پابندی تا حکم ثانی جاری رہے گی۔ نیز انہوں نے یہ ہدایت بھی کی ہے کہ ناظر امور عامہ صدر عمومی جماعت احمدیہ ربوہ اور دیگر اکابرین کو اس ضمن میں مطلع کیا جاوے اور انہیں ہدایت کی جائے کہ وہ ہر قسمی دروازے' بینرز' چراغاں کے متعلق بجلی کی تاروں' وغیرہ کو اتار دیں اور اس امر کی تسلی کریں کہ دیواروں پر مزید عبارت ہرگز نہ لکھی جاوے۔ مورخہ ۸۹-۳-۲۵

ان احکامات کے اجرا کا' واقعاتی پس منظر یہ تھا کہ صد سالہ جشن کی تقریبات کی بابت اعلان احمدیہ جماعت کی مقامی تنظیم کے عہدیداروں کی طرف سے اخباروں میں کیا جا چکا تھا۔ احمدیوں کے کے بارے میں سال ۱۹۸۹ء کے دوران جو قانونی پوزیشن بتائی گئی' وہ یہ تھی کہ ۱۹۷۴ء کی دستوری ترمیم کے ذریعے انہیں غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے اور اس حقیقت کے باوجود کہ اگرچہ احمدی زبانی طور پر یہ اقرار کرتے ہیں کہ ملک کا دستور دوسرے شہریوں کی طرح ان کے لئے بھی واجب التعمیل ہے۔ تاہم وہ خود کو مسلمان کہلانے' اپنے مذہب کو اسلام ظاہر کرنے اور ان القابات کو جو خالصتاً رسول اکرمؐ' اہل بیت اور صحابہ کرام کے لئے مخصوص ہیں مرزا صاحب اور اس کے خاندان کے افراد کے لئے استعمال پر اصرار کرتے ہیں۔ اس لئے ۱۹۸۴ء میں احمدیوں کو وہ کچھ کہلانے سے' جو کچھ وہ نہیں ہیں۔ باز رکھنے کے لئے آرڈیننس نمبر ۲۰ نافذ کیا گیا۔ کیونکہ انہیں اس امر کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے امت مسلمہ کو دھوکہ دے سکیں۔ آئینی ترمیم پر عملدرآمد کے لئے مخصوص القابات کے استعمال پر پابندی کا حکم بھی جاری کیا گیا تاکہ قادیانی خود کو واضح طور پر یا کنایتہ مسلمان ظاہر نہ کر سکیں۔ مزید برآں مجیب الرحمان (سپرا) کے مقدمہ میں وفاقی شرعی عدالت یہ قرار دے چکی ہے کہ "دستور کا آرٹیکل ۲۶۰ (۳) قادیانیوں کو آئین و قانون کی اغراض کے لئے غیر مسلم قرار دیتا ہے۔ آرٹیکل ۲۰ میں پاکستان کے شہریوں کے منجملہ دیگر امور' یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ یہ آرٹیکل آئین کے دیگر مشمولات کے تابع ہے۔ حقیقت میں یہ چیز مسٹر مجیب الرحمان نے خود بھی تسلیم کی تھی۔ اس آرٹیکل کو آرٹیکل ۲۶۰ (۳) کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو اس سے یہ مطلب بنتا ہے کہ "قادیانی اس امر کا اقرار کرنے کے مجاز ہیں کہ وہ اللہ کی وحدانیت اور مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تاہم اپنے کو مسلمان یا اپنے دین کو اسلام ظاہر نہیں کر سکتے۔" دستوری فیصلہ اور ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس نمبر ۲۰ کے ذریعے پابندی کے نفاذ کی وجوہات مجیب الرحمان سپرا کے مقدمہ میں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے: "مرزا صاحب کی طرف سے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود' مہدی یا نبی یا رسول اکرمؐ کا بروز ہونے کا جو دعویٰ کیا گیا اس نے عامتہ المسلمین علمائے کرام اور ارباب علم و دانش میں ہمیشہ کے لئے یکساں دشمنی' غم و غصہ' ملامت اور اظہار ناراضگی پیدا کر دیا۔"

(سیرۃ مہدی --- جلد اول - ص --- ۹۰ --- ۸۶)

جلد دوم ص --- ۸۷' ۶۴' ۴۴ اور جلد سوم ۹۴

خود اس کی زندگی میں مسلمانوں میں بار بار جنم لینے والے انتہائی اشتعال کی یہ ایک جھلک ہے۔ پاکستان کی تخلیق کے بعد ۱۹۵۳ء میں لاہور میں مارشل لاء کا نفاذ' منیر کمیٹی کی تشکیل اور ۱۹۷۴ء کی دستوری ترمیم سب کے سب مسلمانوں کے زبردست احتجاج' جھنجھلاہٹ' کشیدگی اور کراہت و بیزاری کے آئینہ دار ہیں۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔ سی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے کی ممانعت کرتی ہے اور اس معاملہ میں مسلمانوں کی اس بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ کا روشن ثبوت پیش کرتی ہے جسے بالآخر آرڈیننس کے ذریعے ممنوع قرار دیا گیا۔"

مزید بر آں رپورٹ کے صفحہ نمبر ۱۰۰ پر کہا گیا ہے:

"قادیانیوں نے امت مسلمہ کے افراد میں بڑی حد تک پنجاب میں تھوڑی بہت کامیابی اس سٹریٹجی کے تحت حاصل کی کہ خود کو مسلمان اور اپنے مذہب کو اصل اسلام ظاہر کیا اور دوسروں کو یقین دلایا کہ احمد ازم (قادیانیت) کو قبول کرنے کا مطلب اسلام کو ترک کرنا یا اسلام سے کفر کی طرف مراجعت نہیں' انہوں نے لوگوں کو بہکایا کہ اگر وہ بہتر مسلمان بننا چاہتے ہیں تو احمدیت کے سایہ عاطفت میں آجائیں۔ اس غرض کے لئے حسب معمول انہوں نے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی دکھتی رگ یعنی فرقہ بندی سے بیزاری اور علماء کی مذہبی معاملات میں سخت گیری و انتہاپسندی پر ہاتھ رکھا اور انہیں مرزائیت جسے وہ اسلام میں روشن خیالی کی علمبردار کہتے تھے' کی آغوش عافیت کی طرف لانے کی تگ و دو کی۔ ان کی یہ سٹریٹجی اس گندم نما جو فروش تاجر سے ملتی جلتی تھی جو کسی مشہور و معروف فرم کا نام لے کر اپنا گھٹیا مال فروخت کرتا ہو۔ ان کی حکمت عملی ایک حد تک کامیاب رہی۔ اگر قادیانی یہ بات تسلیم کرلیں کہ ان کی تبلیغ اسلام کے لئے نہیں' ایک دوسرے مذہب کے لئے ہے تو مسلمانوں میں جاہل اور غافل لوگ بھی اپنی متاع ایمان کو بے ایمانی سے بدلنے پر ہرگز آمادہ نہ ہوں۔ اس کے قادیانیت کے سحر میں اسیر خود قادیانی بھی اس سے چھٹکارا پانے کی فکر کرنے لگیں۔

دوسری اہم وجہ یہ تھی کہ قادیانیوں نے خود کو مسلمان ظاہر کرکے ہر مسلمان کو' جس سے ان کی مڈھ بھیڑ ہوتی۔ اپنے مذہب کی دعوت دینے کی کوشش کی۔ وہ مرزا صاحب کو نبی کہہ کر ان کے جذبات مجروح کرتے' کیونکہ ہر مسلمان رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے یہ بات مسلمانوں کے غم و غصہ کو بھڑکانے کا سبب بنتی اور نفرت میں اضافہ کرتی۔ اس سے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا۔ مرزا صاحب کے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی پر بڑی برہمی و خفگی کا اظہار کیا جاتا۔ یہ محض زبانی دعویٰ نہیں' قادیانیت کی تاریخ بلکہ خود مرزا صاحب کی تصانیف سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسے نہ

صرف علماء کی طرف سے بلکہ عامتہ المسلمین کی طرف سے بھی زبردست مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔"

۱۷۔۔اس لئے متنازعہ حکم کو مذکورہ بالا تاریخی و قانونی تناظر میں پرکھنا چاہئے۔ اس رٹ میں جس حق پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے وہ مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کا حق ہے جس کی ضمانت دستور کے آرٹیکل ۲۰ میں دی گئی ہے۔ تاہم یہ حق دستور کے دیگر مشمولات' قانون' مصلحت عامہ اور اخلاق کے تابع ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا احمدیوں کی تقریبات کا انعقاد "مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق" کی تعبیر و توضیح میں آتا ہے یا نہیں؟ آیا قانون ایسی تقریبات کی ممانعت کرتا ہے؟ آیا ایسے حالات موجود ہیں جو امن عامہ قائم رکھنے کے لئے ایسی تقریبات پر پابندی کا تقاضا کرتے ہوں؟ ان سوالات کا جواب جاننے کے لئے اس طریق کار کو سمجھنا ضروری ہے جس طریقے سے ان تقریبات کا انعقاد عمل میں آنا تھا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ رٹ میں جو موقف اختیار کیا' وہ یہ تھا: "قادیانی تحریک کی سو سالہ تقریبات کو اعلانیہ طور سے منانا اور پوری صدی کے دوران حاصل ہونے والی کامیابیوں کا تذکرہ کرنا احمدیوں کا آئینی و قانونی حق ہے۔" جبکہ دلائل کے دوران ان کے وکلاء کا کہنا یہ تھا "اگرچہ عام جلسے کرنا اور مذہبی موضوعات بشمول سیرت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) جس میں مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا ذکر یقیناً شامل ہے' پر "تقاریر کرنا ان کا حق ہے۔ تاہم اس کے لئے نہ تو کوئی پروگرام وضع کیا گیا تھا نہ ہی ایسی تقاریر نشر کرنے کا ارادہ تھا جس سے ملکی قانون کی خلاف ورزی ہوتی۔" بظاہر یہ موقف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔اے' ۲۹۸۔بی اور ۲۹۸۔سی کو سامنے رکھتے ہوئے اختیار کیا گیا۔ حالانکہ اس کی تردید جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ پمفلٹوں' جاری کردہ اشتہارات اور جماعت کے ترجمان روزنامہ "الفضل" میں شائع شدہ رپورٹوں اور خبروں سے ہوتی ہے۔ مسٹر سی اے رحمان ایڈووکیٹ نے بڑے وثوق سے یہ بات کہی کہ تقریبات کے تحت جلسہ ہائے عام منعقد کرنے کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ نہ کوئی آرائشی گیٹ بنائے گئے تھے جھنڈیوں' بیجوں اور پھریریوں کی نمائش کا کوئی ارادہ نہیں تھا جلوس نکالنے کا بھی کوئی منصوبہ زیر غور نہیں تھا۔ جبکہ ۲۶' مارچ ۱۹۸۹ء کے "الفضل" نے اس کے بالکل برعکس کہانی شائع کر کے ڈھول کا پول کھول دیا۔ "اخبار" نے لکھا تھا۔ "حکومتی احکامات کی تعمیل میں کوئی آرائشی گیٹ نہیں بنایا گیا حالانکہ پچاس سے زائد آرائشی دروازے بنائے جانے تھے۔ نہ کہیں کوئی بینر آویزاں کیا گیا جبکہ سینکڑوں کی تعداد میں بینر لگانے کا منصوبہ تھا۔ ربوہ میں منگائی گئی پولیس نے ۲۴ احمدی نوجوانوں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے چار کو

دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں اور بقیہ ۲۰ کو دفعہ ۲۹۸ سی ت پ نیز دفعہ ۱۴۴ کے خلاف کی مشترکہ خلاف ورزی کے الزام میں پکڑا گیا۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے پٹاخے چلائے' نعرے لگائے سینوں پر بیج سجائے اور محلوں میں پہرہ دیا۔ چار لڑکوں پر الزام ہے کہ انہوں نے ایسی ٹی شرٹس پہن رکھی تھیں جن پر

< HundredYearsofTruth >

(سچائی کے سو سال) لکھا ہوا تھا۔ اس جشن کی تیاری کا انتظام اس انداز میں کیا گیا تھا کہ اگر اسے آزادی سے منانے دیا جاتا تو دنیا کی تاریخ میں یہ ایک منفرد جشن ہوتا۔"

۱۸۔۔ فاضل ایڈووکیٹ جنرل کے پیش کردہ مواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ نے یہ جشن کھلے بندوں منانے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس سلسلہ میں جو پروگرام بنایا گیا اس میں بانی جماعت اور اس کے رفقاء کی تعلیمات و افکار کا اعلانیہ پرچار اور ایسے بینرز کی نمائش شامل تھی جس پر طرح طرح کے نعرے لکھے ہوئے تھے۔ مثال کے طور پر ایک نعرہ تھا

< HundredYearsofTruth >

(سچائی کے سو برس) یہ نعرہ ان ٹی شرٹس پر بھی لکھا ہوا تھا جو سالگرہ کے لئے بطور خاص سلوائی گئی تھیں۔ بحث کے دوران سائلان کے فاضل وکلاء نے دعویٰ سے کہا کہ ان تقریبات میں احمدیہ کیمونٹی کے ارکان اور ان کے دوستوں نے خصوصی دعوت ناموں کے ذریعے شریک ہونا تھا۔ واقعاتی لحاظ سے ان کا یہ موقف قرین صداقت نہیں تھا۔ پس ایڈووکیٹ جنرل یہ کہنے میں حق بجانب تھے کہ صوبائی حکومت اور ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ نے امن و امان کے مسئلہ اور نقص امن کے اندیشہ کو اس کے صحیح واقعاتی اور قانونی تناظر میں جانچا اس لئے اس عدالت کو بھی متنازعہ حکم کا جائزہ اس تناظر میں لینا ہو گا کہ سالگرہ کی تقریبات پبلک میں منعقد ہونی تھیں جن میں شرکت اراکین جماعت اور ان کے دوستوں تک محدود نہ رہتی' بہت سے لوگ اپنی مرضی سے شریک ہو جاتے۔

۱۹۔۔ سائلوں کے فاضل وکلاء کی دوسری دلیل یہ تھی کہ نہ تو کوئی پروگرام تیار کیا گیا تھا نہ ہی کسی ایسی تقریر کا ارادہ کیا گیا تھا جس سے ملکی قانون پامال ہوتا۔ ان کے بقول گذشتہ صدی (۱۸۸۹ء تا ۱۹۸۹ء) کے واقعات کو دہرانے بانی جماعت اور اس کے رفقاء کے خیالات و افکار' جیسا کہ ان کی تالیفات میں مذکور ہیں۔ اعادہ کرنے سے ملک کے کسی قانون کی پامالی کا خطرہ نہیں تھا۔ ان مقاصد کے لئے منعقد ہونے والے جشن پر پابندی لگانے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اس کے برعکس مسئول الیہان کا کہنا ہے کہ پیش نظر مقاصد حاصل کرنے کے لئے جو پروگرام بنایا گیا تھا اسے عملی جامہ پہنانے سے نہ صرف امن و

امان کا سنگین مسئلہ کھڑا ہو جاتا' جیسا کہ حکومت اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے قیاس کیا۔ جبکہ وہ سب کچھ خلاف اور زیر دفعہ ۲۹۸ سی ت پ ارتکاب جرائم کے مترادف بھی ہوتا۔ اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا حکم مورخہ ۸۹/ ۳/ ۲۳ جسے رٹ میں متنازعہ کہا گیا ہے درست تھا۔

فاضل ایڈووکیٹ جنرل نیز مسئول الیہان کے فاضل وکلاء نے گزارش کی کہ جس قسم کے جلسوں کا اعلان مشتہر کیا گیا تھا وہ بھی مسلمہ مقاصد کے لئے خواہ وہ سو سالہ جشن کی تقریبات کی شکل میں ہوتا یا بصورت دیگر امن عامہ کے لئے سخت خطرناک ثابت ہوتا۔ مزید عرض کیا گیا' اگرچہ یہاں قادیانیت مذہب کی تبلیغ کرنے کے حق پر زیادہ زور نہیں دیا جا رہا بلکہ ایسے جلسے منعقد کرنے کا ذکر ہو رہا ہے جن میں مرزا صاحب کے حالات زندگی اور مقام و منزلت نیز گذشتہ ۱۰۰ سالوں کے دوران حاصل ہونے والی کامرانیوں کا تذکرہ کیا جاتا۔ جس کی غرض و غایت قادیانیت کی تلقین' تبلیغ اور تشہیر و پرچار کے سوا کچھ نہ ہوتی۔ اس کے معنے یہ ہوئے کہ ایک طرف خلاف قانون فعل کا ارتکاب عمل میں آتا' دوسری طرف مسلمانوں نیز عیسائیوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی جاتی۔ تقریبات کے اس پہلو کو نمایاں کرنے کی غرض سے مرزا صاحب اور اس کے جانشینوں کی تعلیمات و افکار کو درج ذیل عنوانات کے تحت نقل کیا گیا تھا:

۱--- مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت اور رفضیلت میں خود رسالت مآب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سبقت لے جانے کا خبط۔

۲--- خداوند تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کلمات۔

۳--- حضرت عیسیٰ روح اللہ کے بارے میں غلیظ اور توہین آمیز عبارات۔

۴--- اہل بیت اطہار (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی شان میں بے ادبی و گستاخی پر مبنی ریمارکس۔

۵--- امت مسلمہ کو گروہ منافقین اور قادیانیوں سے جداگانہ ملت ظاہر کرنے والی تحریریں نیز مسلمانوں کے مستند علماء کے بارے میں ہنوات۔

۲۰--- مسلمانوں کے متعلق مرزائیوں کی کتابوں میں مذکورہ متنازعہ فیہ آراء' افکار اور نظریات و تعلیمات جو بحث کے دوران پڑھ کر سنائی گئیں۔ انہیں یہاں درج کرنے سے اجتناب کیا جاتا ہے کیونکہ ان کا نقل کرنا مزید احتجاج و ہنگامہ آرائی کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ سائلان کے فاضل وکیل مسٹر مبشر لطیف احمد نے موقف اختیار کیا کہ عدالتی کارروائی کو اخبارات میں رپورٹ کرنے سے وہ تاریخیں جن تاریخوں پر مذکورہ موضوعات زیر بحث آئے تھے) احمدیوں کے خلاف نفرت و عداوت کے بھڑکنے' کا امکان

ہے۔ جبکہ مسٹر مجیب الرحمٰن ایڈووکیٹ کا استدلال یہ تھا کہ مذکورہ بالا عنوانات کے تحت جو مواد پیش کیا گیا' وہ تازہ ترین کتابوں سے اخذ کردہ نہیں ہے پچھلی ایک صدی کے دوران یہ کتابیں بار بار چھپی ہیں۔ اگر وہ مواد پچھلے عرصہ میں اشتعال انگیز نہیں تھا تو سو سالہ جشن کے موقع پر اسے اشتعال انگیز کیوں سمجھا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ۱۹۸۳ء تک جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسے ربوہ میں منعقد ہوتے رہے' حکومت لوگوں کی سہولت کے لئے سپیشل ٹرینیں چلاتی رہی' کبھی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا اور قادیانی مذہب کبھی امن عامہ میں خلل کا موجب نہیں بنا تو جشن کی تقریبات منانے سے کون سی قیامت آجاتی۔

ہمارے خیال میں فاضل وکیل کا یہ استدلال قادیانی مذہب اور مرزا صاحب کی نبوت کے خلاف مسلمانوں کے غیظ و غضب اور ان کی شدید مخالفت و مزاحمت سے لاعلمی کا نتیجہ ہے مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کے بارے میں جو انتہائی ناشائستہ اور گندی زبان میں تحریریں لکھی' مشتے از خروارے کے طور ان سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ مرزا صاحب نے پہلے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور خود کو مسیح موعود کی صورت میں حضرت عیسیٰ کا بدل ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس نے دعویٰ سے کہا: "خدا نے "براہین احمدیہ" (مرزا صاحب کی تالیف جو ان پر نازل ہونے والے الہام و انکشافات پر مشتمل ہے) کی تیسری جلد میں میرا نام میری (مریم) رکھا عرصہ دو سال تک مریم کی طرح تنہائی کی حالت میں میری پرورش کی گئی اور میری تربیت زنانہ خلوت میں ہوئی۔ پھر عیسیٰ کی روح مجھ میں پھونکی گئی بالکل اسی طرح جیسے یہ روح حضرت مریم کے نفس میں پھونکی گئی تھی۔ اسی طرح مجازی معنوں میں مجھے بھی حاملہ سمجھا گیا' کئی ماہ کی مدت (جو ۱۰ ماہ سے زیادہ نہیں تھی) کے گزرنے پر براہین احمدیہ کی چوتھی جلد میں شامل الہام کے ذریعے مجھے مریم کے بطن سے جدا کر کے عیسیٰ بنایا گیا۔ یوں میں عیسیٰ ابن مریم بنا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے براہین احمدیہ کے زمانہ نزول کے دوران اس مخفی راز سے مطلع نہیں کیا۔"

(کشتی نوح' شمولہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ ص ۵۰)

۲۱۔۔ معاملہ یہیں ختم نہیں ہوتا مرزا صاحب نے اپنی نگارشات میں حضرت عیسیٰ کے متعلق انتہائی توہین آمیز' لعنت ملامت پر مبنی اور اشتعال انگیز باتیں لکھی ہیں۔ اگرچہ کسی مستند کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ بد زبان اور فحش گو یا شہوت پرست تھے لیکن مرزا صاحب کے قلم سے اللہ کے اس برگزیدہ' مقدس اور معصوم نبی کے بارے

میں ایسے ایسے ناپاک خباثت پر مبنی اور بے ادبی و گستاخی کے حامل جھوٹے کلمات نکلے اور اس نے بار بار روح اللہ پر ایسے گھناؤنے الزام لگائے کہ الامان و الحفیظ ان میں سے بعض ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔ "عیسیٰ میں فحش گوئی کی عادت تھی اور وہ اکثر گندی زبان استعمال کرتے تھے۔" (ضمیمہ انجام آتھم شمولہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۱ ص ---۲۸۹)

"مسیح کے کردار کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ عیسیٰ ایک شرابی ایک پیٹو شخص تھے' نہ وہ کبائر سے پرہیز کرتے تھے نہ ہی حقیقی متقی و پارسا تھے۔ وہ سچائی کے متلاشی بھی نہ تھے۔ حقیقت میں وہ ایک مغرور' انا پرست اور الوہیت کے جھوٹے دعویدار تھے۔" (نور القرآن شمولہ روحانی خزائن جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۳۸۷)

"الکحل شراب کے استعمال نے اہل یورپ کو جو زبردست اخلاقی و معاشرتی نقصان پہنچایا اس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ خود عیسیٰ الکحل استعمال کرتے تھے' شاید کسی بیماری کے باعث یا پرانی عادت کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔"

(کشتی نوح --- شمولہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ ص ---۷۱)

"عیسیٰ خود کو ایک پارسا شخص کے طور پر پیش نہیں کر سکے کیونکہ لوگ جانتے تھے کہ وہ وہ ایک پیٹو اور شرابی شخص تھے۔"

(ست بچن --- روحانی خزائن جلد ۱۰ ص ---۲۹۶)

۲۲--- مرزا صاحب نے خدا کے اس محبوب نبی کا مذاق اڑانے اور ان کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے میں بائبل کو بھی مات کر دیا۔ مثال کے طور پر اس کی درج ذیل عبارتیں ملاحظہ کیجئے۔

"عیسیٰ میں طوائفوں کے لئے زبردست رغبت و اشتیاق پایا جاتا تھا۔ شاید ان کے ساتھ آبائی تعلق اس کا سبب ہو' وگرنہ کوئی پارسا اور نیکوکار شخص کسی نوجوان فاحشہ کو یہ اجازت ہرگز نہیں دے سکتا کہ وہ اپنے ناپاک ہاتھوں سے اس کو مالش کرے اور بدکاری کی کمائی سے خریدی گئی خوشبو (روغن) سے اس کے سر پر مساج کرے اور اپنے بالوں سے اس کے پاؤں کو صاف کرے۔ سمجھدار آدمی خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس قسم کے کردار کے حامل تھے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم۔ مشمولہ روحانی خزائن۔ جلد نمبر ۱۱ ص ---۲۹۱)

"ایک حسین طوائف ان کے اس قدر قریب بیٹھی ہوتی تھی جیسے ان سے بغل گیر ہو رہی ہو۔ بعض اوقات وہ خوشبودار تیل سے ان کے سر میں مساج کرتی۔ بالوں سے ان کے پیر رگڑتی۔ بعض اوقات اپنی سیاہ زلفیں ان کے قدموں پر ڈال دیتی۔ کبھی ان کی گود

میں بیٹھ کر کھیلنے لگتی۔ ایسی صورت میں جناب مسیح ترنگ میں آجاتے اگر کوئی اعتراض کرے تو اس پر لعن طعن کی جاتی ہے نوجوانی کے بعد بھی وہ شراب کے رسیا اور مجرد ہوتے ہوئے بھی ایک خوبصورت طوائف کو اپنے پاس لٹائے رکھتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے اس کے جسم کو چھوتی کیا یہ کسی پارسا شخص کا طرز عمل ہو سکتا ہے اور اس بات کا کیا ثبوت یا شہادت موجود ہے کہ بازاری عورت کے یوں مس کرنے سے عیسٰی اشتعال میں نہیں آتے ہوں گے۔ افسوس ہے نگاہیں اس عورت کے تن سے پار کرنے کے بعد جنسی تسکین کے لئے انہیں بیوی میسر نہیں تھی۔ اس بدبخت چنچل و شوخ حسینہ کو چھونے کے بعد کیا جانے ان کی کیا حالت ہوتی ہوگی۔ شہوانی جذبات یقیناً مشتعل ہوتے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ عیسی اتنی سی بات کہنے کے لئے بھی اپنی زبان کو جنبش نہیں دیتے تھے کہ "اے

فاحشہ مجھ سے دور ہو جا۔" بائبل سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ وہ عورت طوائفوں میں سے ایک تھی جو بدکاری و فحاشی کے لئے پورے شہر میں بدنام تھی۔"

(نور القرآن۔ مشمولہ روحانی خزائن۔ جلد نمبر ۹، ص۔۔۴۴۹)

۲۳۔۔ مرزا صاحب کی محولہ بالا روایت کے برعکس بائبل میں یہ داستان اس طرح بیان کی گئی ہے:

"اور فریسیوں میں سے ایک نے اس سے کہا کہ وہ اس کے گھر کھانا کھائے۔ وہ فریسی کے گھر پہنچا اور کھانے پر بیٹھ گیا اور دیکھو! شہر کی ایک عورت کو جو کہ گناہ گار تھی جب یہ پتہ چلا کہ عیسیٰ ایک فریسی کے ہاں کھانا کھا رہے ہیں تو وہ سنگ جراحت کے بکس میں روغن لائی اور روتی ہوئی ان کے قدموں میں کھڑی ہو گئی اور ان کے پاؤں کو اپنے آنسوؤں سے دھونے لگی۔ پھر اپنی زلفوں سے ان کے پاؤں صاف کئے۔ انہیں بوسہ دیا اور پاؤں پر روغن سے مساج کرنے لگی۔ جب فریسی نے جس نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا تھا۔ یہ منظر دیکھا تو وہ اپنے دل میں سوچنے لگا۔ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو اسے معلوم ہونا چاہئے تھا کہ یہ عورت کون ہے اور کیسی ہے جو اسے چھو رہی ہے کیونکہ وہ بدکار ہے۔ (اس کی بات سن کر) عیسیٰ نے جواب میں کہا سائمن مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ وہ بولا! آقا فرمائیے عیسیٰ نے کہا ایک ساہوکار تھا اس سے دو آدمیوں نے قرض لے رکھا تھا۔ ایک نے ۵۰۰ پینس اور دوسرے نے ۵۰ پینس۔ دونوں قلاش تھے اور ان کے پاس ادائیگی کے لئے کچھ بھی نہ تھا ساہوکار بڑی فراخدلی سے دونوں کا قرض معاف کر دیا۔ تم بتاؤ ان دونوں سے اسے کون زیادہ پیار کرے گا؟ سائمن نے جواب دیا۔ "جس کا زیادہ قرضہ معاف کیا گیا۔ تب عیسیٰ نے کہا تم نے صحیح اندازہ لگایا ہے پھر وہ اسی عورت کی طرف پلٹے اور سائمن سے فرمایا۔ "تم

نے اس عورت کو دیکھا ہے؟ میں تمہارے گھر میں داخل ہوا تو تم نے ہاتھ پاؤں' دھونے کے لئے مجھے پانی تک نہیں دیا جبکہ اس نے اپنے بالوں سے میرے پیر صاف کئے' تم تو مجھ سے بغل گیر نہیں ہوتے لیکن یہ عورت' جب سے میں گھر میں داخل ہوا ہوں میرے پاؤں چومنے سے باز نہیں آتی۔ تم نے میرے سر میں سادہ تیل نہیں لگایا جبکہ اس نے خوشبودار روغن سے مالش کی ہے۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں اس کے گناہ جو زیادہ تھے' معاف کر دیئے گئے ہیں' اس لئے وہ مجھ سے زیادہ پیار کرتی ہے۔ جس کے تھوڑے گناہ معاف کئے گئے ہیں وہ کم محبت کرتا ہے۔" جو لوگ ان کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھے تھے' آپس میں کہنے لگے "یہ کون ہے جو گناہ بھی معاف کر دیتا ہے؟" عیسیٰ نے اس عورت سے کہا۔ "تمہارے ایمان نے تمہیں بچالیا ہے اب تم امن سے رہو۔"

(TheNewTestamentSt.LukeCh.7,36_)50)

پروٹسٹنٹ مذہب کی کتاب مقدس "گوسپل" میں اس روایت کی اس طرح تصدیق کی گئی ہے۔ "پھر میری نے ایک پاؤنڈ سپائک نارڈ (انتہائی قیمتی) روغن لیا اس سے عیسیٰ کے پیروں کی مالش کی ان کے پاؤں اپنے سر کے بالوں سے صاف کئے۔ اس کا گھر روغن کی خوشبو سے مہکنے لگا۔ پھر ان کے حواریوں میں سے ایک سائمن کا بیٹا جوداس اسکریوط بولا' اسے کس چیز نے گمراہ کر دیا۔ یہ روغن ۳۰۰ پنس میں فروخت کر کے وہ رقم غریبوں میں کیوں نہ بانٹ دی گئی؟ اس لئے نہیں کہ اسے غریبوں کا فکر نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ چور ہے۔" ان کے پاس ایک تھیلا تھا جو خالی تھا' اس میں کیا ڈالا گیا؟ اس پر عیسیٰ بولے "اسے اس کے حال پر چھوڑ دو' میری تدفین کے روز یہ تھیلا اس کے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ میں ہمیشہ غریبوں کا ساتھی رہا ہوں' لیکن تم میرے ساتھ نہیں رہے۔"

(TheNewTestamentSt.JohnCh.12,3_8)

اور متی کی انجیل میں یہی واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے۔ "آپ یہ کہ عیسیٰ بتعانی میں سائمن کوڑھی کے گھر میں تھے۔ ان کے پاس ایک خاتون آئی اس کے ہاتھ میں سنگ جراحت کا ایک بکس تھا جس میں انتہائی مہنگا روغن تھا۔ اس نے وہ روغن اس کے سر میں ڈالا' اور وہ دستر خوان پر بیٹھ گئے' جب ان کے حواریوں نے یہ منظر دیکھا تو وہ بڑے برہم ہوئے اور کہنے لگے۔ "اس ضیاع کا کیا مقصد ہے؟ کیونکہ یہ روغن خاصی قیمت پر فروخت ہو سکتا تھا اور وہ رقم مفلسوں میں بانٹی جا سکتی تھی عیسیٰ ان کا مطلب سمجھ گئے اور بولے' "اے خاتون تو نے اتنی تکلیف کیوں کی؟ تو نے میرے ساتھ نیکی کی ہے لیکن میں ہمیشہ تیرے پاس نہیں رہوں گا۔ چونکہ تو نے میرے سر میں تیل ڈالا ہے' یہ تو نے میری تدفین والے دن کے لئے کیا ہے۔ یقیناً میں تم سے کہتا ہوں' میری یہ عقیدت مند جہاں کہیں بھی

ہو گی دنیا بھر میں اس کا چرچا کرے گی۔ میں بھی یہی کہوں گا کہ اس عورت نے ایسا کیا تھا۔ پھر عیسیٰ نے اس عورت کی یادگار کے بارے میں انکشاف کیا۔

(TheNewTreatmentSt.Mathew.Ch.26_6_13)

۲۴۔۔اس مسخ شدہ روایت کا دقت نظر سے مطالعہ کیا جائے تو اس میں بہت سی در پردہ تعریضات اور جھوٹے الزامات شامل ہیں۔ مثال کے طور پر:

گویا وہ ان سے بغل گیر ہو رہی تھی..........

وہ ان کی آغوش میں کھیل رہی تھی...........

جناب عیسیٰ کسی ترنگ میں بیٹھے ہوئے تھے......

ایک حسین طوائف ان کے سامنے لیٹی ہوتی ہے..... ان کے بدن کو مس کر رہی ہے عیسیٰ شہوانی اشتعال میں ہوتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

ان لغویات و خرافات کا اضافہ اس خیال سے کیا گیا ہے تاکہ عیسیٰ علیہ السلام کو بدنام کیا جائے۔ حالانکہ تعصب پر مبنی بائبل میں شامل ایسی حکایتوں میں بھی حضرت عیسیٰ روح اللہ کو اس رنگ میں کہیں پیش نہیں کیا گیا۔ اصل کہانی یوں ہے کہ کوئی بدکار عورت چیختی چلاتی ہوئی حضرت عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ اسے اس کے گناہوں کی معافی مل جائے اور حضرت عیسیٰ نے اسے بشارت دی تھی کہ "تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔"

۲۵۔۔اسی پر بس نہیں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو بھی نشانہ تحقیر و تضحیک بنایا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا محولہ بالا اسلوب بیان اور نقطہ نظر قرآن حکیم میں مذکور حضرت عیسیٰ کے مقام و مرتبہ اور ان کی شان و منزلت کے بالکل الٹ ہے۔ پورا قرآن (مسلمانوں کی مقدس کتاب) کسی ایسے بیان سے قطعاً" پاک ہے جو حضرت عیسیٰ کو کسی بھی طور منفی انداز میں پیش کرے یا ان کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہو۔ اس کے برعکس سارا قرآن ان کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہے اور انہیں اللہ کے پانچ جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبروں میں شمار کرتا ہے۔ سورۃ آل عمران کی یہ آیت ملاحظہ فرمائیے:

"(اے نبی) کہو کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں' اس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے' ان تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے ان تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو حضرت ابراہیم' اسماعیل' اسحاق' یعقوب اور اولاد یعقوب پر نازل ہوئی تھیں اور ان ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰ' عیسیٰ اور دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں۔ ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے تابع فرمان (مسلم) ہیں۔"

(آل عمران ۔۔۔۔ ۸۴)

قرآن حکیم حضرت عیسیٰ ان کی والدہ ماجدہ اور ان کے خاندان کی شان میں یوں مدح سرا ہے۔

"اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دے کر (اپنی) رسالت کے لئے منتخب کر لیا تھا۔ یہ سب ایک ہی سلسلہ کے لوگ تھے جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے تھے' اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔"

وہ اس وقت سن رہا تھا) جب عمران کی عورت اس سے کہہ رہی تھی۔ "اے میرے پروردگار میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے' تیری نذر کرتی ہوں۔ وہ تیرے ہی کام کے لئے وقف ہو گا۔ میری اس پیشکش کو قبول فرما لے تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

پھر جب اس کے ہاں اس بچی نے جنم لیا تو اس نے کہا "میرے مالک! میرے ہاں تو بچی پیدا ہو گئی ہے" حالانکہ جو کچھ اس نے جنا تھا' اللہ کو اس کی خبر تھی' اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا۔ خیر میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔"

آخر کار اس کے رب نے اس لڑکی کو بخوشی قبول کر لیا' اسے بڑی اچھی لڑکی بنا کر اٹھایا اور زکریا کو اس کا سرپرست بنا دیا۔ زکریا جب کبھی محراب میں اس کے پاس جاتا تو وہاں کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتا۔ پوچھتا مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ وہ جواب دیتی' اللہ کے ہاں سے اللہ جسے چاہتا ہے بے حد و حساب رزق دیتا ہے۔"

(آل عمران)
۳۷ - ۳۳

اس سے آگے ارشاد ہوتا ہے:

اور یاد کرو) پھر وہ وقت آیا جب فرشتوں نے آکر مریم سے کہا۔ "اے مریم! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تجھے تمام دنیا کی عورتوں پر ترجیح دے کر اپنی خدمت کے لئے چن لیا ہے۔ اے مریم! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ' اس کے آگے سر بسجود ہو اور جو بندے اس کے حضور جھکنے والے ہیں ان کے ساتھ تو بھی جھک جا۔"

(آل عمران ---- ۴۳ --- ۴۲)

قرآن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ ولادت کو بھی پر عظمت و توقیر انداز میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ اسی سورہ میں ذرا آگے چل کر فرمایا گیا ہے:

"اور (یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا "اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک فرمان کی بشارت دیتا ہے۔ اس کا نام مسیح (عیسیٰ ابن مریم) ہو گا۔ وہ دنیا و آخرت میں معزز ہو گا۔ اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا۔

(وہ) لوگوں سے گہوارہ میں بھی کلام کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی اور وہ ایک مرد صالح ہو گا۔"
(آل عمران ---- ۴۷--۴۵)

اسی طرح سورہ مریم میں جناب روح اللہ کی پیدائش کے واقعہ کو اس دل نشیں انداز میں بیان کیا گیا ہے:

"اور (اے نبی) اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو' جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرقی جانب گوشہ نشیں ہو گئی تھی اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ بیٹھی تھی اس میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح (فرشتہ) کو بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا' مریم یکایک بول اٹھی کہ "اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں۔" اس نے کہا "میں تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں' مریم بولی میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں۔" فرشتہ نے کہا ایسا ہی ہو گا تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت' اور یہ کام ہو کر رہے گا۔

مریم کو اس بچے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی۔ پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک درخت کے نیچے پہنچا دیا۔ وہ کہنے لگی۔ "کاش میں اس سے پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام و نشاں نہ رہتا۔" فرشتہ نے پائنتی سے اس کو پکار کر کہا ۔ "غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا تیرے اوپر تر و تازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی' پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر' پھر اگر تجھے کوئی آدمی نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمان کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے' اس لئے میں آج کسی سے نہیں بولوں گی۔"

پھر وہ اس بچہ کو لئے ہوئے اپنی قوم میں آئی۔ لوگ کہنے لگے اے مریم یہ تو' تو نے بڑا پاپ کر ڈالا ہے' اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکار عورت تھی۔" مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا۔ لوگوں نے کہا "ہم اس سے کیا بات کریں' جو گہوارہ میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے۔" (اس پر) بچہ بول اٹھا "میں اللہ کا بندہ ہوں' اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور بابرکت کیا' جہاں بھی میں رہوں اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں' اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور مجھ کو جبار اور شقی نہیں بنایا سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا' اور جبکہ میں مروں اور جبکہ میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔" (مریم --- ۳۲---۱۶)

۲۶ --- علاوہ بریں مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کے قائدین یا لوگوں کی تحقیر و تضحیک کرنے سے منع فرمایا گیا ہے تاکہ دوسروں کو ان کے سرداروں کی توہین و تذلیل کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ یہ درست ہے کہ مسلمان اور عیسائی علماء دین کے مابین بعض پہلوؤں پر دیانتدارانہ اختلافات موجود ہیں۔ تاہم یہ اختلافات ایک دوسرے کے مذہب یا پیغمبر کی تنقیص و بے حرمتی کی بنیاد یا جواز نہیں بن سکتے۔ رسول اکرمؐ سے مروی ہے ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "دنیا و آخرت میں تجھے عیسیٰ سے زیادہ قربت ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء آپس میں بھائی بھائی ہیں (یعنی گو سب کی مائیں مختلف ہیں لیکن دین سب کا ایک ہے۔"

(صحیح مسلم --- کتاب الفضائل)

اردو ترجمہ رئیس احمد جعفری جلد دوم ص --- ۱۳۸۰

۲۷ --- مرزا صاحب کی یہی تحریریں اور افکار و خیالات تھے جن کی بناء پر مسلمانوں نیز عیسائیوں نے ان کے دعویٰ نبوت اور مسیح موعود ہونے کے ادعا کی مخالفت کی خود مرزا صاحب کی زندگی میں، پھر اس کی وفات کے بعد اور قیام پاکستان کے بعد بھی ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے جب عوامی احتجاج ۱۹۵۳ء میں لاہور میں مارشل لاء کے نفاذ کا سبب بنا اور ۱۹۷۴ء میں ربوہ ریلوے سٹیشن پر کھڑی ایک ٹرین پر مرزائیوں کے حملہ کے نتیجہ میں ملک گیر ہنگامے پھوٹ پڑے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں اپنے خلاف مسلمانوں کے عمومی غم و غصہ کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ "یہ میرا دعویٰ ہے جس پر لوگ (غیر احمد مسلمان) میرے ساتھ جھگڑتے ہیں اور مجھے مرتد سمجھتے ہیں۔ انہوں نے بڑا شور مچایا اور اس آدمی کی قدر نہ جانی جس پر اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ انہوں نے مجھے غدار، جھوٹا، مکار اور مرتد کہا اگر انہیں حکمرانوں کے تیر و تفنگ کا ڈر نہ ہوتا تو مجھے کبھی کا جان سے مار ڈالتے۔"

ان نگارشات کی اشتعال انگیز نوعیت ختم نہیں ہوتی کیونکہ بعض دوسری عبارتوں میں مرزا صاحب کے ایسے خیالات شامل ہیں جو امت مسلمہ کے افکار و خیالات کے عین مطابق ہیں۔ مسٹر مجیب الرحمٰن کا ایسی تحریروں پر بھروسہ کرنا نامناسب ہے، اسے ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک خاص مثال نقل کی جاتی ہے اور اس کا تجزیہ کیا جاتا ہے جو سائلان کے فاضل وکلاء کے اس موقف کی تردید کرتی ہے کہ تاریخ کو دہرانا اور مخصوص خیالات کا اعادہ زیر دفعہ ۲۹۸- سی ارتکاب جرم کے مترادف نہیں۔

۲۸ --- نوجوانوں کی ٹی شرٹس یا بینرز یا آرائشی گیٹوں پر لکھے ہوئے نعرہ "سچائی کے سو سال" کو لیجئے اس سے کیا سمجھانا اور ذہن نشین کرانا مقصود ہے؟ احمدیہ جماعت کی صد سالہ تقریبات کے پس منظر میں اس نعرہ پر غور کیا جائے تو اس سے یہ پیغام پہنچانا مطلوب ہے کہ

مرزا غلام احمد نے نبوت کا جو دعویٰ کیا وہ درست ہے' مرزائیوں کا یہ عقیدہ کہ اصل میں امت مسلمہ انہی پر مشتمل ہے' درست ہے' دوسرے لوگ جو مرزا غلام احمد کو نبی یا مسیح موعود نہیں مانتے وہ رافضی و بدعتی ہیں۔ تم ہماری اکثریت والے دستوری فیصلہ آجانے کے باوجود رافضی ہو۔" فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے بجا طور پر کہا کہ اگر یہ پابندی کا حکم جاری نہ کیا جاتا تو اس قسم کی اشتعال انگیزی امن و امان کی سنگین صورت حال پیدا کر دیتی۔ ان کا یہ کہنا بھی درست ہے کہ ممنوعہ افعال کو انفرادی طور پر لیا جائے تو وہ قابل نفرت و مکروہ' دلازاری کرنے والے اور ضرر رساں نہیں لگتے۔ مثلاً آرائشی دروازے لگانا' جھنڈے لہرانا' عمارت پر چراغاں کرنا' غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانا' یا کسی شخص کا نئے کپڑے زیب تن کرنا' نہ ہی وہ دوسروں کے لئے موجب تکلیف و باعث آزار بنتا ہے۔ ان افعال کو کئے گئے اعلانات' مطلوبہ مقاصد ان سے جو پیغام پہنچانا مقصود ہے اور ان کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے رد عمل کے پس منظر میں دیکھنا چاہئے۔ ان افعال کو تاریخی تناظر میں لیا جائے تو ایک اقلیتی جماعت کی طرف سے انہیں خالی از خطر اور بے ضرر قرار نہیں دیا جا سکتا جو اپنے ماضی کی یاد منانا اور اپنے بانی و موسس نیز قائدین کی مدح و ثناء کرنا چاہتی ہو۔ بہرحال اس طرح کے اعلانیہ اظہار و اعلانات کسی خاص مذہب کی پیروی کرنے اور اس پر عمل کرنے کے حق کے ذیل میں کیسے آسکتے ہیں؟ یہ استدلال کہ ان افعال کی انجام دہی قانوناً جائز ہے اس لئے جائز کاموں کی انجام دہی پر زیر دفعہ ۱۴۴ ض ف' محض اس لئے پابندی عائد نہیں کی جا سکتی کہ ایک شخص کی طرف سے کسی کام کو قانون کے مطابق کرنا دوسرے کی طرف سے خلاف قانون کام کرنے کا سبب نہ بن جائے اور یہ کہ احتیاطی تدابیر ایسے شخص یا مجموعہ اشخاص کے خلاف عمل میں لائی جاتی ہیں جن کی طرف سے خلاف قانون کام کئے جانے کا اندیشہ ہو' اس کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

۲۹--- سائیلان کے فاضل وکلاء نے مذکورہ بالا دلائل پیش کرتے ہوئے فرض کر لیا کہ یہ افعال جن کے کرنے پر پابندی لگائی گئی یا سالگرہ کی تقریبات جیسا کہ ان کے انعقاد کا منصوبہ بنایا گیا' بے ضرر' غیر دلازار' غیر مضر بلکہ قانوناً" جائز تھے' یہ مفروضہ درست نہیں۔ یہ فرض کرنا کہ کسی قسم کی نفرت و بیزاری پیدا نہ کرنے یا مزاحمت اور بے چینی و اضطراب کو نہ بھڑکانے کا پختہ عزم کر لیا گیا تھا اس کے باوجود یہ رد عمل کہ ان تقریبات کا صحیح طور سے ادراک کر لیا گیا تھا۔ مفاد عامہ کے تحت زیر اعتراض احکام کے جاری کرنے کا معقول جواز فراہم کرتا ہے۔ فاضل وکلاء نے جس اصول پر انحصار کیا' وہ بیٹی بنام گلبا نکس .(1882.Q B.D.308) میں طے پایا تھا۔ اس کے حقائق یہ تھے کہ مکتی فوج (Salvation Army) کے ممبران گلیوں میں سے مارچ کرتے ہوئے گزرنے پر مصر تھے جبکہ اساسی فوج اس کے

زبردست خلاف تھی اور میجسٹریٹ نے بھی یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ انہیں گلیوں میں سے نہیں گزرنا چاہئے۔ ڈویژنل کورٹ نے قرار دیا کہ کسی شخص کو ایسا فعل قانون کے مطابق کرنے پر سزا نہیں دی جا سکتی خواہ اسے معلوم ہو کہ اس کا ویسا کرنا دوسرے شخص کو خلاف قانون کام کے انجام دینے پر اکسانے کا سبب بن سکتا ہے' مجرمانہ مواخذہ کی تقسیم میں یہ فیصلہ صحیح لگتا ہے' تاہم کسی مقدمہ میں اس کی پیروی نہیں کی گئی۔ پولیس کے ریاستی اختیارات کے استعمال سے متعلق مقدمات میں' جو امن عامہ کے قیام سے تعلق رکھتے ہوں' اس اصول کے اطلاق میں ردوبدل کیا گیا ہے۔ چنانچہ ہمفریز بنام کونر (1864_17. IR.CLR.1)

جس میں ایک پولیس مین کے خلاف مار پیٹ کی شکایت کی گئی تھی۔ آئرلینڈ کی عدالت نے قرار دیا کہ کانسٹیبل مدعی کے کپڑوں پر سے نارنجی سوسن کے پھول کو ہٹانے کا مجاز تھا کیونکہ ایک ہجوم کے درمیان نقص امن کو روکنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو گیا تھا وہاں اس علامت نے عناد پیدا کر دیا تھا۔ (دیکھئے جی پی ولسن کی کتاب

Cases And Materials In Const. And Admn. Law

کا صفحہ نمبر ۶۹۳ اسی طرح اوکلے بنام ہاروے میں ایک مجسٹریٹ کو ایک قانونی جلسہ کو منتشر کرنے کا مجاز ٹھہرایا گیا کیونکہ وہ یہ فرض کرنے کی کافی وجوہ رکھتا تھا کہ جلسہ کے مخالفین آئرستان کی سیاسی انجمن کے لوگ تشدد اور طاقت سے کام لیں گے اور امن کی بحالی کا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ (دیکھئے ولسن کیس ص ۶۹۵) یہاں ضمناً" یہ ذکر کرنا مناسب ہو گا کہ قادیانیوں کی طرف سے ایسے جھنڈوں کی نمائش جن پر کلمہ طیبہ کڑھا ہوا یا لکھا ہوا ہو' برمحل ہیں۔ ایسی صورتوں میں بھی جہاں الفاظ یا طرز عمل اشتعال انگیز یا توہین آمیز ہو' قیام امن و امان کے لئے پولیس کی طاقت استعمال کی جا سکتی ہے۔ وائز بنام ڈننگ (B_167 I.K._1902) کا حوالہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس نالش میں ایک پروٹسٹنٹ مبلغ کو اس کی طرف سے رومن کیتھولک مذہب پر بار بار حملوں کے بعد لیورپول کے علاقہ میں قیام امن کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا اور امن میں خلل پڑ گیا تھا قرار دیا گیا کہ حقائق کی رو سے مجسٹریٹ اس امر کا مجاز تھا کہ کیتھولکوں کی طرف سے معاندانہ جواب کو وائز کے توہین آمیز رویہ کے قدرتی نتیجہ پر محمول کرتا۔

۳۰--- اب ہم اس سوال کا جائزہ لیتے ہیں کہ آیا کلمہ طیبہ والے بینرز کی نمائش توہین آمیز اور دلآزار ہے یا نہیں۔ فاضل ایڈووکیٹ جنرل اور مسئول الیہان کے فاضل وکلاء کے مطابق "محمد" رسول اللہ کے الفاظ سے قادیانی مرزا غلام احمد مراد لیتے ہیں اور اس کی طرف نسبت کرتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب نے اپنے "محمد رسول اللہ" ہونے کا دعویٰ بھی

کیا اور اس کے پیروکار اسے ایسا ہی مانتے ہیں۔ انہوں عرض کیا کہ جب قادیانی جھنڈے لہراتے ہیں یا اپنے سینوں پر بیج سجاتے ہیں تو وہ رسول اکرمؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ اپنے اس ادعا کی حمایت میں "کلمہ الفضل" سمیت بشیرالدین محمود مرزا کی کتابوں کے حوالے پیش کئے جس میں لکھا ہے کہ:

"پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پڑتی۔" "ایک غلطی کا ازالہ" نامی کتاب کا حوالہ بھی دیا گیا جس کے صفحات ۴، ۵، ۷، ۱۱ اور ۱۲ پر درج ذیل عبارتیں موجود ہیں:

ص --- ۴ "اس وحیٔ الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی

ص --- ۵ اس کے معنے یہ ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی۔ غرض میری نبوت و رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے'

ص --- ۷ کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔

ص --- ۱۱ چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم .... یعنی میں جبکہ بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور اسی بناء پر خدا نے بارہا میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی' علیہ الصلوۃ والسلام۔"

سئول ایپلان کے فاضل وکیل نے اعتراض اٹھاتے ہوئے کہا کہ مذکورہ بالا مفہوم اور عقیدہ کے ساتھ کلمہ طیبہ والے جھنڈوں کا لہرانا یا بیجوں کا لگانا تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸-سی کے تحت جرم کے مترادف ہے۔

۳۱ --- اس مرحلہ پر سائل مرزا خورشید احمد کی طرف سے داخل کردہ بیان حلفی کا حوالہ دینا مناسب ہوگا اس کے پیراگراف نمبر ۴، ۵ میں کہا گیا ہے:

۴ --- یہ کہ اقرار کنندہ صدق دل سے اقرار کرتا ہے کہ جب وہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو "محمد رسول اللہ" کے الفاظ سے غیر مشروط پر مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیتا ہے۔

۵ --- یہ کہ اقرار کنندہ صدق دل کے ساتھ اس الزام کی تردید کرتا ہے کہ الفاظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وہ مرزا غلام احمد مراد لیتا ہے۔ ایسا الزام جھوٹا' غلط اور بے خبری پر مبنی ہے۔ اقرار کنندہ صدق دل سے ایسے کنایہ کی تردید کرتا ہے جو اس کے اور تمام احمدیوں کے عقائد کے برعکس ہو۔"

حلفیہ بیان میں اختیار کردہ مذکورہ بالا موقف کے پیش نظر مسٹر مجیب الرحمان سے مرزا غلام احمد قادیانی کی حیثیت و مرتبہ اور ان تحریروں کے بارے میں جن میں اس نے نبوت کا

دعویٰ کیا تھا۔ مرزا خورشید احمد اور احمدیہ جماعت کے دیگر ممبران کے عقیدہ کی بابت پوچھا گیا نیز دریافت کیا گیا آیا جب کوئی شخص قادیانی مذہب اختیار کرتا ہے تو اسے محض کلمہ طیبہ پڑھنا پڑتا ہے یا کچھ اور چیز بھی پڑھنی' قبول کرنی اور اس پر ایمان لانا ہوتا ہے؟ جواب دیا گیا کہ قادیانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قطعی اور آخری نبوت پر ایمان نہیں رکھتے' ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد مہدی' اور مسیح موعود تھے۔ مزید کہا گیا فریق مخالف نے جس چیز پر اعتماد کیا ہے بانی جماعت احمدیہ اپنی کتابوں "ازالہ اوہام" ص ۷۰ --- ۱۶۹ "کشتی نوح" روحانی خزائن جلد نمبر ۷ ص --- ۶۷ جلد نمبر ۸ ص --- ۲۵۲ نیز جلد نمبر ۱۴' ص --- ۳۲۳ اور روحانی خزائن کی جلد نمبر ۲۳ ص --- ۴۵۹ میں شامل "پیغام صلح" میں اس کی کھول کر وضاحت کر چکے ہیں۔ مسٹر مجیب الرحمان کے بقول مرزا غلام احمد نے محولہ بالا پیغام اپنی وفات سے ایک روز پیشتر یعنی ۲۵' مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ "ایک غلطی کا ازالہ" "آئینہ کمالات" اور "تبلیغ رسالت" میں جو کچھ لکھا گیا ہے اسے "ظل" اور "بروز" کے تصور کے تحت سمجھنے کی ضرورت ہے جو کہ روحانی مشابہت و مماثلت اور معرفت کا تصور ہے اور اس سے مراد ایک شخص کا مکمل طور پر دوسرے کے ماتحت و تابع ہونا ہے۔ اس تصور کے ساتھ کسی بھی لحاظ سے دوبارہ جسمانی ظہور اور دوبارہ حلول کا نظریہ وابستہ نہیں۔

۳۲ --- سب سے اہم بات جسے مسٹر مجیب الرحمان نے بڑی آسانی سے نظر انداز کر دیا اور اس کی تردید نہیں کی وہ یہ تھی کہ جو کوئی قادیانیت میں داخل ہوتا ہے اسے یہ ماننا پڑتا ہے کہ مرزا غلام احمد کی نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موروثی نبوت ہے یہ کہ مرزا غلام احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح ظل یا بروز ہے۔ اس بات سے بھی انکار نہیں کیا کہ قادیانیت اختیار کرتے وقت جس فارم پر دستخط کرنا ہوتے ہیں' اس میں مرزا غلام احمد کو نبی اور مسیح موعود مہدی ماننا پڑتا ہے۔ فارم میں استعمال کردہ الفاظ منجملہ دیگر امور' حسب ذیل ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین یقین کروں گا/ کروں گی اور حضرت مسیح موعود کے سب دعاوی پر ایمان رکھوں گا/ رکھوں گی۔" مسلمانوں نے رسول اکرمؐ کے بعد ہر زمانہ میں وقتاً" فوقتاً" نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو مسترد کیا ہے۔ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو بھی مسلمانوں کے تمام فرقوں نے جھٹلایا ہے' جہاں تک مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت کا تعلق ہے اس پر مجیب الرحمان (سپرا) کے مقدمہ میں بڑی شرح و بسط سے بحث ہو چکی ہے۔ جس میں اس رائے کا اظہار کیا گیا تھا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ اس قول کے نتائج کہ مرزا صاحب بذات خود محمد اور احمد تھے

(یہ دونوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں) خاصے دور رس نکلتے ہیں مرزا صاحب کے خلفاء رسول اکرمؐ کے خلفاء بن گئے۔ مسلمان جو کلمہ پڑھتے ہیں اس کے معنے ہیں۔ "اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں۔" مرزا صاحب کو محمد مان لیا جائے تو جب بھی اور جہاں بھی لفظ محمد پڑھایا ادا کیا جائے گا' اس سے مراد مرزا صاحب ہی ہوں گے۔"

۲۳--- سائلان کے فاضل وکلاء کا یہ موقف کہ ظل اور "بروز" کے تصور سے کسی طور بھی دوبارہ جسمانی ظہور یا حلول کا تصور وابستہ نہیں' خود مرزا صاحب اور ان کے شاگرد عبدالقادر محمود کے ظاہر کردہ خیالات کے بالکل برعکس لگتا ہے اس پہلو پر رپورٹ کے صفحہ ۴۷ پر درج ذیل بحث کی گئی ہے۔ "اب خود تصور کا تجزیہ کرنا مناسب ہو گا۔ ڈاکٹر عبدالقادر محمود کی کتاب "الفلسفتہ الصوفیاء فی الاسلام" (ص ۵ تا ۱۱) میں وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ الفاظ "ظلی" اور "بروزی" ہندوؤں کے حلول یا تناسخ کے تصور سے بہت حد تک ملتے جلتے ہیں۔

مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ بروز کے معنے اوتار (خدا یا دیوتا کا جسمانی روپ میں ظہور) کے ہیں۔ اپنے سیالکوٹ والے لیکچر مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء ص--- ۲۳ میں انہوں نے کہا: واضح ہو کہ خدا کی طرف سے میرا ظہور صرف مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نہیں۔ بلکہ تینوں اقوام' مسلم' ہندو اور عیسائی کی اصلاح مطلوب ہے۔ چونکہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور نصاریٰ کے لئے مسیح موعود بنا کر بھیجا' اس لئے میں ہندوؤں کے لئے اوتار اور راجہ کرشن' جیسا کہ مجھ پر واضح کیا گیا ہے' ایک مکمل انسان تھے۔ وہ اپنے وقت کے اوتار یا نبی تھے۔ اللہ کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اپنا بروز یعنی اوتار پیدا کرے گا۔"
"ضمیمہ رسالۂ جہاد" (مطبوعہ ۱۹۰۰ء) میں انہوں نے لکھا "خدا نے مجھے عیسیٰ کے اوتار کی حیثیت سے بھیجا اسی طرح اس نے میرا نام احمد اور محمد رکھا اور میری عادات' اخلاق اور اطوار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے بنائے مجھے ان کے چونہ میں ملبوس کرنے کے بعد آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اوتار بنایا تاکہ میں توحید کا پرچار اور اشاعت کر سکوں۔ پس اس مفہوم میں میں عیسیٰ ہوں' محمد ہوں اور مہدی بھی اور اظہار کا یہی وہ اسلوب ہے جو اسلام میں اصطلاحاً "بروز کہلاتا ہے" ص--- ۷-۶

پس ظاہر ہوا کہ مرزا صاحب اوتار اور بروز ایک دوسرے کے ہم معنی سمجھتے تھے۔ "اصل شریعت میں حلول یا تناسخ کا کوئی تصور نہیں ملتا البتہ ایسی اصطلاحات ہیں جو ان تصورات پر یقین کرنے والوں مثلاً مزدک اور لاما مان کی بدولت وجود میں آئیں۔ اسی طرح اسلام میں ظلیت کے تصور کے لئے کوئی جگہ نہیں۔" (خاتم النبین از مولانا انور شاہ

کشمیری، ص --- ۲۱۰)

مولانا محمد یوسف بنوری نے موقوف الامتہ الاسلامیہ میں اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا: "مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظلیت اور بروز کا سارا تصور سراسر ہندوانہ تصور ہے اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں، حضرت عبدالقادر بغدادی (متوفی ۴۲۹ھ) نے بھی فرمایا ہے کہ حلول کی حمایت کرنے والا تصور جھوٹا اور بے ہودہ ہے۔" (اصول الدین ص --- ۷۲) حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی جن کے ملفوظات پر مرزا صاحب یقین رکھتے تھے، نبوت میں ظل کے منکر ہیں، اپنے مکتوب نمبر ۳۰۱ میں انہوں نے فرمایا "نبوت اللہ کی قربت پر دلالت کرتی ہے۔ جس میں ظلیت کا کوئی شائبہ یا شک و شبہ نہیں۔"

۳۴ --- تیسرا پہلو جس کی نشان دہی مسئول الیہان نے کی وہ یہ تھا کہ قادیانی مذہب میں داخل ہونے والے شخص سے بیعت کی شکل میں جس دستاویزات پر دستخط کرائے جاتے ہیں، وہ بھی دھوکے کی ٹٹی اور مکرو فریب کا جال ہے جو مسلمانوں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے اور پھانسنے کے لئے بچھایا جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اسلام کو اپنے مذہب کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور مرزا صاحب کو اسلام کے نئے نبی کے روپ میں دکھایا جاتا ہے واضح رہے کہ بیعت کے فارم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد الفاظ "خاتم النبین" کے استعمال سے مسلمہ طور پر یہ مراد نہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، بلکہ اس کے برعکس اس شخص کو مرزا غلام احمد کے جملہ دعاوی پر ایمان لاتا ہوتا ہے جس میں اس کا دعوئ نبوت بھی شامل ہے۔ مسلمانوں کے مطابق رسول اکرمؐ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ ہی ہو سکتا ہے کیونکہ رسول اکرم نے واشگاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ "لا نبی بعدی" (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا) اور لفظ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آخری مہر لگا دی گئی ہے اب کسی نئے نبی کے آنے کا کوئی سوال نہیں۔ اس کے برخلاف مرزا غلام احمد "ایک غلطی کا ازالہ" نامی کتاب میں رقمطراز ہے "اگرچہ نبوت کی مہر نہیں ٹوٹے گی تاہم اس امر کا امکان ہے کہ اس دنیا میں بروزی طریقے سے کوئی نیا نبی آجائے۔ صرف ایک بار نہیں بلکہ ہزار بار، اور وہ اپنی نبوت و کاملیت کا اظہار کرے۔"

۳۵ --- واضح ہو کہ ۱۸۱۹ء کی مطبوعہ "ازالہ اوہام" ۱۸۹۳ء کی "کرامت صادقین" (مشمولہ روحانی خزائن جلد نمبر ۷) اور ۱۸۹۹ء کی "ایام صلح" (مشمولہ روحانی خزائن جلد ۱۴) میں جو کچھ لکھا گیا اس سے مرزا صاحب کے دعوئ نبوت کی صحیح تصویر اجاگر نہیں ہوتی اس لئے اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی متعلقہ کتابیں وہ ہیں جو ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء تک لکھی گئیں اور ایک غلطی کا ازالہ "اس سلسلے کی بنیادی تحریر ہے اس سیاق و سباق میں یہ

وضاحت کرنا مناسب ہو گا کہ ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کی لکھی ہوئی "پیغام صلح" (شمولہ روحانی خزائن جلد ۲۳) بھی متعلقہ اور اس سلسلے میں کار آمد نہیں ہے کیونکہ اس پیغام کے مخاطب ہندو تھے مسلمان نہیں' اور مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرنے کا سوال اسی صورت میں پیدا ہوتا جبکہ ہندوؤں نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کو تسلیم کیا ہوتا مرزا صاحب کے مخصوص دعویٰ کے پیش نظر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ احمدی مرزا صاحب کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بدل مانتے ہیں۔ اس لئے جھنڈوں پر لکھے ہوئے اور بیجوں پر تحریر شدہ الفاظ "محمد رسول اللہ" کا استعمال ہر احمدی کی اپنی ذمہ داری ہے کیونکہ ایسا کرنا رسول اکرمؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے کے مترادف ہے۔ بلاشبہ ایسا فعل دفعہ ۲۹۵-سی ت پ کے دائرہ میں آتا ہے۔

--۳۶ مزید بر آں ایسے بینرز اور بیجوں کی نمائش غالب اکثریت کی حامل مسلم آبادی کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے کا موجب بنتی۔ یہ چیز سالگرہ کی تقریبات پر پابندی لگانے کا دوسرا جواز فراہم کرتی ہے۔ کیونکہ اس سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا زبردست خدشہ تھا۔ یاد رہے کہ صرف مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق کا دعویٰ تو کیا گیا لیکن سائلان کے فاضل وکلاء یہ ثابت کرنے میں ناکام رہے کہ ان تقریبات کے کھلے بندوں انعقاد اور جس طریقے سے انہیں منانے کا پروگرام بنایا گیا اس پر پابندی لگانے سے قادیانی مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق کی کس طرح خلاف ورزی ہوتی یا اس میں کمی واقع ہو گئی؟ ہندوؤں' سکھوں' پارسیوں اور دوسری مذہبی اقلیتوں کی طرح قادیانی بھی تو اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کر رہے ہیں اور مکمل مذہبی آزادی سے مستفید ہو رہے ہیں خود کو مسلمان ظاہر کر کے اور شریعت اسلامیہ یا۔ کلمہ طیبہ کو جو کہ اسلام کے اساسی ارکان میں سے ایک ہے استعمال' کر کے وہ اپنے رویہ سے خود مشکل صورت حال پیدا کر دیتے ہیں۔ اگر قادیانی دستوری فیصلہ کو قبول کر لیں اور خود کو مسلمانوں سے ایک علیحدہ اور جداگانہ برادری سمجھنے لگیں جیسا کہ ان کا اپنا دعویٰ ہے تو کوئی ناخوشگوار صورت حال پیدا نہ ہو' ان کا خود کو مسلمانوں کا بدل ظاہر کرنا اور عامتہ المسلمین کو اسلام کے دائرہ سے خارج کرنا مسلمانوں کے لئے کسی طرح قابل قبول اور قابل برداشت نہیں۔ ملک اور دستور سے ان کی وفاداری اور ان کا جداگانہ وجود ان کی سلامتی و بھلائی کو یقینی بنا سکتا ہے۔ ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے چاہے وہ کوئی سا مذہب اختیار کریں' لیکن وہ مسلمانوں کے دین کو ناپاک کرنے پر کیوں مصر ہیں۔ اگر آپ مسلمان اپنے مذہب کو ہر قسم کی آمیزش سے پاک و خالص رکھنے کے لئے کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو اس پر قادیانی کیوں سیخ پا ہوتے ہیں اور اسے مسئلہ کیوں بنا لیتے ہیں۔

۳۷--دفعہ ۴۴ہاض ف کی رو سے حاصل شدہ اختیار نیز ریاست کی پولیس قوت کو ایسے مقصد کے لئے جائز طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے جو پبلک کی بھلائی یا لوگوں کے مفاد میں ضروری نظر آئے۔ یہاں سائنس ٹولوجی مسلک کے ممبران کے دو مقدمات کا حوالہ دینا مناسب ہو گا۔ شہدت و دیگر بنام وزیر داخلہ (Ch.149 _ 2 ـ(1969) میں نوٹ کیا گیا کہ سائنس ٹولوجی کے محرکین کے نزدیک یہ ایک مذہب ہے۔ اس کی ابتدا امریکہ سے ہوئی اس کا مسلک اور عقیدہ اس کی تعلیمات اور اعمال سیکس (انگلینڈ) میں ایک کالج کے طلبہ کو پڑھائے جاتے ہیں۔ یہ کالج ایک امریکی کارپوریشن کی ملکیت ہے جس کا نام چرچ آف سائنس ٹولوجی آف کیلی فورنیا ہے۔ سائلان شہدت اور جوزف فرنش امریکہ کے شہری تھے اور ان کے پاس داخلہ کے لئے محدود مدت کے اجازت نامے تھے۔ میعاد ختم ہو گئی اور وزیر داخلہ نے توسیع کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ حکومت کا نقطہ نظر یہ تھا کہ:

"سائنس ٹولوجی نقلی فلاسو فیکل مسلک ہے جو اس ملک میں چند برس پہلے امریکیوں کی طرف سے متعارف کرایا گیا اور اس کا عالمی ہیڈ کوارٹر ایسٹ اگر نیسٹڈ میں ہے۔ اس کے بانی مسٹر رون ہبارڈ نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ یہ دنیا کی سب سے بڑی ذہنی صحت کی تنظیم ہے۔ حکومت دستیاب جملہ شہادتوں کا جائزہ لینے کے بعد مطمئن ہے کہ سائنس ٹولوجی معاشرتی لحاظ سے ضرر رساں ہے۔ یہ ممبران خاندان کو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہے اور جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں ان سے گندے اور رسوا کن محرکات منسوب کر دیتی ہے۔ اس کے تحکمانہ اصول اور اعمال ان لوگوں کی شخصیت اور بھلائی کے لئے باعث تخویف ہیں جو اسے چھوڑ چکے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے طریقے ان لوگوں کی صحت کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں جو انہیں اختیار کرتے ہیں۔ ایسی شہادتیں ملی ہیں کہ اب بچوں کو اس کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ لارڈ ڈیننگ 'ماسٹر آف رولز' نے اپنے فیصلہ میں اس دلیل کو نمٹاتے ہوئے کہ وزیر داخلہ نے اپنے اختیارات استرداد اور ایک مذہبی فرقہ کی جس پر از روئے قانون پابندی نہیں لگائی گئی' بے حرمتی کرنے کی غرض سے استعمال کئے تھے لکھا:

"میرے خیال میں وزیر اس امر کا مجاز ہے کہ اپنے اختیارات کسی ایسے مقصد کے لئے کام میں لائے جو اس کے نزدیک پبلک کی بھلائی اور اس ملک کے لوگوں کے مفاد میں ہو۔ یہ سوچنے کی معمولی سی وجہ بھی موجود نہیں کہ وزیر داخلہ نے اس معاملہ میں اپنے اختیارات کو غلط مقصد کے لئے استعمال کیا یا بد نیتی سے کام لیا۔ وزیر کے مقصد کو اس بیان میں واضح طور سے ظاہر کر دیا گیا تھا جو اس نے دارالعوام میں دیا۔ اس نے سوچا کہ ان لوگوں یعنی سائنس ٹولوجسٹس کے اعمال ہمارے معاشرہ کے لئے انتہائی نقصان دہ ہیں اور

یہ بات اس ملک کے مفاد میں نہیں کہ سائنس ٹولوجی کے غیر ملکی طلبہ کو اس کی تعلیم حاصل کرنے یا نئے طلبہ کو داخلہ لینے کی اجازت دی جائے۔ وہ مقصد سراسر جائزہ تھا۔ وزیر داخلہ نے اپنے اختیارات کو اس ملک کے عام آدمی کے مفاد میں استعمال کیا اور میں نہیں سمجھتا کہ ہم اس کے درست ہونے کی بابت کسی شک و شبہ میں پڑیں۔"

۳۸--اس طرح اجازت میں توسیع سے انکار کے حکم کی توثیق کر دی گئی۔ ہاؤس آف لارڈز نے اپیل کے لئے داخل کی گئی درخواست خارج کر دی (رپورٹ کے ص--۴۷ پر درج نوٹ ملاحظہ کیجئے) یوں آزادانہ نقل و حرکت کے حق کو مفاد عامہ کے تابع کر دیا گیا۔ اسی اصول کو یورپ کی عدالت ہائے انصاف نے

(1975. / Ch. 398) Van Dayn Vs. Home Office

مقدمہ پر لاگو کیا۔ اس مقدمہ میں معاہدۂ روم میں شامل ایک دفعہ، جس کی رو سے کارکنوں کو کمیونٹی کے ۹ ملکوں میں آزادانہ نقل و حرکت کی ضمانت دی گئی تھی۔ مصلحت عامہ کی وجوہات کے تابع کر دیا گیا تھا۔ مس وان ڈوئن نے ہوائی اڈہ پر پہنچ کر اعلان کیا کہ وہ کالج آف سائنس ٹولوجی میں سیکرٹری کی حیثیت سے ملازمت اختیار کرنے آئی ہے۔ اسے یہ کہتے ہوئے داخلہ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا کہ کسی شخص کو چرچ آف سائنس ٹولوجی کی ملازمت میں شمولیت اختیار کرنے کے لئے برطانیہ میں داخل ہونے کی اجازت دینا ناپسندیدہ فعل ہے۔ اس انکار کو چیلنج کر دیا گیا اور معاملہ لکسمبرگ کی یورپین کورٹ آف جسٹس کو بھیج دیا گیا، جہاں اس انکار کو بحال رکھا گیا۔

۳۹--اسی طرح مصلحت عامہ کے اسباب اور عام آدمی کی بھلائی اور مفاد سالگرہ تقریبات پر پابندی لگانے کی از روئے قانون جائز بنیاد فراہم کرتا ہے جیسا کہ اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے ہدایات جاری کی ہیں۔ یہ بات پہلے ہی واضح کی جا چکی ہے کہ عام لوگ یعنی امت مسلمہ احمدیوں کی سرگرمیوں اور ان کے مذہب کی تبلیغ کی مزاحمت و مخالفت کرتی ہے تاکہ ان کے مذہب کا اصل دھارا پاک صاف اور غلاظت سے محفوظ رہے اور امت کی یکجہتی بھی برقرار رہے۔ ایسا کرنے سے قادیانیوں کے ان کے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق پر نہ کوئی زد پڑتی ہے نہ اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

۴۰--مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر اس پٹیشن کو کسی استحقاق کے بغیر قرار دیتے ہوئے خارج کیا جاتا ہے مقدمہ کے اخراجات دونوں فریق خود برداشت کریں گے۔

مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو سنایا گیا۔ اس موقع پر مسٹر مجیب الرحمان ایڈووکیٹ حاضر تھے۔

دستخط (جج) ترجمہ = مجاہد لاہوری بشکریہ ہفت روزہ زندگی لاہور ۵ تا ۱۱ اکتوبر ۹۱ء

ہو گیا کوئی مسلماں کوئی مرزائی بنا

قادیاں پہلے تو پاپا کا بڑا بھائی بنا
پھر وہ انگریزوں کے گھر کا معتبر نائی بنا
مذہبی صرّافے میں نرخ اس کا گرتا ہی گیا
پیسے سے دھیلا ہوا اور دھیلے سے پائی بنا
دیکھ لو جا کر بہشتی مقبرے والوں کا حال
کوئی بھتنا ہو گیا، کوئی پچھلپائی بنا
شِرک ان پچکے ہوئے گالوں کا پوڈر ہو گیا
کُفر کی اکڑی ہوئی گردن کی نکٹائی بنا
اِک نیا کذّاب جب پیدا ہوا پنجاب میں
قادیاں اس طفلِ ناہموار کی دائی بنا
اپنا اپنا ہے مقدر، اپنا اپنا ہے نصیب
ہو گیا کوئی مسلماں کوئی مرزائی بنا

— تحریک آزادی کے نامور رہنما اور صاحبِ طرز ادیب

مفکر احرار چودھری افضل حقؒ کی خود نوشت سوانح

میرا افسانہ

چالیس برس بعد دوبارہ شائع ہو گئی ہے

• میرا افسانہ • ایک عہد اور ایک زمانے کی سوانح • آزادی کے مجاہدوں کا تذکرہ

• جنہوں نے ———

• ——— انگریز سامراج اور اس کے حاشیہ نشین جاگیرداروں کے مظالم، محلاتی سازشوں اور جبر و استبداد کی آہنی فصیلوں کو اپنی جہد مسلسل سے کرچی کرچی کر دیا

کمپیوٹر کتابت، اعلیٰ طباعت، خوبصورت جلد صفحات ۲۰۸ قیمت ۱۱۰ روپے

عظیم مجاہد آزادی، مفکرِ احرار چودھری افضل حقؒ کے تین ادبی شاہکار

* معشوقہ پنجاب (قصہ ہیر رانجھا۔ تنقید)

* شعور (ایک اصلاحی ڈرامہ)

* دیہاتی رومان (افسانوی اصلاحی کہانی)

تینوں کتابوں کا مجموعہ

شعور

——— کے عنوان سے یکجا شائع ہو گیا ہے

صفحات ۱۴۴ قیمت ۳۰ روپے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

طلوعِ سحر

جانشینِ امیرِ شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ کی گذشتہ پچیس برسوں میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت ازواج و اصحاب رسول علیہم الرضوان کے موضوع پر ہونے والی تقاریر کی جلد اوّل

طلوعِ سحر کے نام سے معاویہ پبلیکیشنز کے

زیرِ اہتمام شائع ہوگئی ہے، خوبصورت ٹائیٹل اور کمپیوٹر کتابت سے مزین۔

۵۲۸ صفحات سیرت و تاریخ کے اہم موضوعات پر سیر حاصل خطبات۔

علماء، طلباء اور عامۃ الناس کے لئے یکساں افادیت کی حامل ایک بیش قیمت دینی پیش کش۔

قیمت: ۱۸۰ روپے

رابطہ کے لئے: معاویہ پبلیکیشنز، ۲۲۲ کوٹ تغلق شاہ ملتان۔ B-۳-۱۷ پیپلز کالونی فیصل آباد۔
بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ میسون پبلیکیشنز، قدیمی مسجد آم والی پل شوالہ ملتان۔

اسلام کے نامور سپوت، تحریک آزادی کے عظیم مجاہد فدائے احرار

مولانا محمد گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ

- سوانح و افکار
- احوال و آثار
- بے مثال جدوجہد
- شہادت

نوجوان محقق محمد عمر فاروق کے قلم سے ایک تاریخی دستاویز۔

صفحات تقریباً ۲۰۰، کمپیوٹر کتابت، خوبصورت سرورق، مجلد، اعلیٰ طباعت

جنوری ۱۹۹۲ء میں شائع ہو رہی ہے۔

★

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

آئیے۔ اللہ کی رضا اور اجر حاصل کیجئے!

ہمارے دینی ادارے اور مستقبل کے منصوبے

مسلمان توجّہ فرمائیں

★ — مجلسِ احرارِ اسلام دینی انقلاب کی داعی ہے۔ دینی انقلاب —— دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کیے بغیر ممکن نہیں۔ ۱۹۲۹ء سے آج تک احرار نے بیسیوں تحریکوں کو جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ احرار کی سب سے بڑی، مضبوط اور زندہ تحریک **تحریکِ ختمِ نبوّت** ہے۔

★ — پاکستان سے پہلے اور پاکستان کے بعد احرار نے سینکڑوں دینی ادارے قائم کیے جن سے اُمّتِ مُسلمہ میں دینی مزاج عام اور دینی قوتوں میں اضافہ ہوا۔ اکابرِ احرار نے ایک بات شِدّت سے محسوس کی کہ جب تک دینی ادارے بُنیادی طور پر احرار کی ...قت تک یکجہتی پیدا ہونا مشکل امر ہے۔ لہٰذا ہم نے اُمّتِ مسلمہ کے تعاون سے اندرون و بیرونِ مُلک دینی ادارے قائم کئے ہوئے ہیں جن کی مختصر تفصیل یوں ہے:

★ مدرسہ معمورہ —— مسجدِ نور، تغلق روڈ ملتان
★ مدرسہ معمورہ —— دارِ بنی ہاشم، پولیس لائنز روڈ ملتان۔ فون: ۲۸۱۳۷
★ مدرسہ محمودیہ معمورہ —— ناگڑیاں ضلع گجرات ——
★ جامعہ ختمِ نبوّت —— مسجد احرار متّصل ڈگری کالج ربوہ۔ فون نمبر: ۸۸۶ ——
★ مدرسہ ختمِ نبوّت —— سرگودھا روڈ ربوہ ——
★ دارالعلوم ختمِ نبوّت —— چیچہ وطنی۔ فون نمبر: ۲۹۵۳ —— ۲۱۱۲
★ مدرسہ ابوبکر صدّیق —— تلہ گنگ ضلع چکوال ——
★ یُوکے ختمِ نبوّت مشن —— (ہیڈ آفس) گلاسگو، برطانیہ ——

یہ ادارے سرگرمِ عمل ہیں۔ ان کے اخراجات اور آئندہ کے منصوبے، مسجد احرار ملتان، مدرسہ معمورہ کے بڑھتے ہوئے کام کے پیشِ نظر زمین کی خرید اور تعمیرِ نو۔ دفاتر کا قیام، بیرونی ممالک میں مبلّغین کی تعیناتی اور اداروں کا قیام، پچاس کتابوں کی اشاعت —— یہ تمام کام اُمّتِ رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے تعاون سے ہوگا۔ یہ کام آپ ہی نے کرنا ہے۔

تعاون آپ کریں دُعا، ہم کرینگے اور اجر اللہ پاک دینگے —— آئیے۔ آگے بڑھیے اور اجر کمائیے

سیّد عطاء المحسن بخاری — مدیر مدارس التحفیظ والمساجد
دارِ بنی ہاشم ○ پولیس لائنز روڈ ○ ملتان
ترسیلِ زر کے لئے: اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲ حبیب بنک لمیٹڈ حسین آگاہی ملتان

Monthly
Ph: 72813
NAQEEB-E-KHATM-E-NUBUWWAT
Regd No. L8755.
Vol. 2
No. 12 Multan.

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِی

جامع مسجد ختمِ نبوّت

دارِ بنی ہاشم — مہربان کالونی — ملتان

زیرِ اہتمام:۔ تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ (شعبۂ تبلیغ) عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

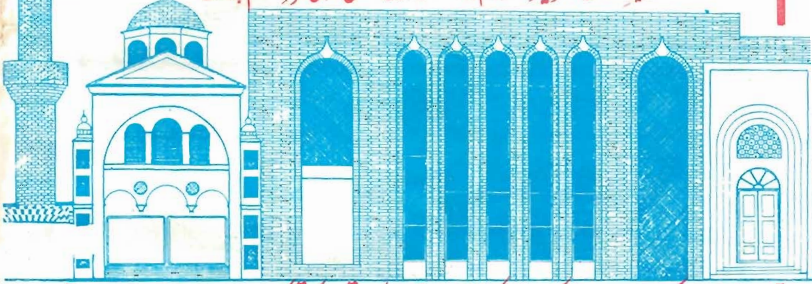

مسجد کی چھت مکمل ہو چکی ہے بقیہ تعمیر کی تکمیل میں بھرپور حصہ لیں، نقد یا سامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرمائیں۔

ترسیل زر کیلئے

ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری

دارِ بنی ہاشم - مہربان کالونی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲ ، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان